امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 5 شعبان المعظم 1437ھ بمطابق جون 2016ء شمارہ 4

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ تعالیٰ کی شہادت

امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ

کی شہادت اور نئے امیر کے تعین کے حوالے سے

امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کا اعلامیہ

امارت اسلامیہ اور نئی قیادت

امیر المومنین شہید ہو گئے۔۔۔

جس سے طاغوت خوفزدہ تھا

شہید منصور صاحب کے ساتھ ایک ملاقات کی رُوداد

شہید منصور رحمہ اللہ کے ہر قطرۂ خون کا حساب ہو گا

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ ما قال عبد لا اله الا الله مخلصا من قلبه الا فتحت له

ابواب السماء حتى تقضى الى العرش ما اجتنب الكبائر [رواه الترمذى]

سیدنا ابو ھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ دل کے اخلاص کے ساتھ "لا الہ الا اللہ" کہے اس کے لیے لازما آسمانوں کے دروازے کھل جائیں گے یہاں تک کہ وہ کلمہ عرش الہی تک پہنچے گا بشرطیکہ وہ آدمی کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔

فرمان امیرالمومنین ملا اختر محمد منصور شہید رحمہ اللہ

-ملک کی نئی نسل کے لیے دینی اور عصری تعلیم بڑی اور اہم ترین ضرورت ہے۔ میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین سے کہتا ہوں کہ اپنے اپنے علاقوں میں دینی اور عصری تعلیم کے لیے حالات سازگار بنائیں اور ان سے تعاون کریں۔

ملک کا دانشور طبقہ، دیندار تعلیم یافتہ طبقے، قومی تاجر اور تمام ہنر مند اور تیکنیکی ماہرین ملک کے مستقبل کے معمار ہیں۔

مجاہدین ان کے استعداد اور صلاحیت کی قدر کریں گے اور انہیں تحفظ فراہم کریں گے۔ سب لوگ پورے اطمینان سے کام اور خدمت جاری رکھیں۔ امارت اسلامیہ تمام عام المنفعت اور ذاتی تاسیسات اور خدمات عوام کا حق اور قومی دولت سمجھتی ہے۔ اور کسی کو بھی اس بات کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ انہیں نقصان پہنچائیں۔ بلا کسی مخصوص ایجنڈے کے محض خدمت پر یقین رکھنے والے اداروں اور اہل خیر کی وہ خدمات جو انہوں نے ہمارے عوام کی خیر خواہی اور خوشحالی کے لیے انجام دی ہیں قابل قدر ہیں۔ کاموں میں سہولیات فراہم کرنے کے لیے ہم ان سے تعاون کریں گے۔

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد۵/ شعبان ۱۴۳۷، جون ۲۰۱۶/شمارہ ۴

مدیر اعلیٰ: ولید افغان

نائب مدیر: شمس ابدالی

مجلس مشاورت

ملا اسد افغان — ہارون بلخی

اکرم تاشفین — محمد فرہاد جانباز

سیف العادل احرار

ڈیزائننگ: مولوی محمد فاروق

قیمت فی شمارہ 30 روپے

سالانہ 350 روپے

سالانہ زرتعاون

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ، اور یورپی ممالک: 40ڈالر

سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات: 30ڈالر

بنگلہ دیش: 28ڈالر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلّہ ہے، جو امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیرنگرانی شائع ہوتا ہے، ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات وواقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

عکس دروں

اداریہ! 1

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور شہید رحمہ اللہ کی شہادت اور
نئے امیر کے تعین کے حوالے سے امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کا اعلامیہ 3

امارت اسلامیہ اور نئی قیادت 5

امیر المومنین کی شہادت، دشمن کا فائدہ یا نقصان؟ 6

امیر المومنین شہید ہوگئے۔۔۔ 7

شہید منصور صاحب کے ساتھ ایک ملاقات کی رُوداد 8

قابلِ رشک زندگی اور قابلِ رشک شہادت 8

امامت کی اہمیت 11

امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد، دلرُبا شخصیت 12

دشمن کی توقعات کے خلاف متحد امارت 15

جس سے طاغوت خوفزدہ تھا 16

ہوش سنبھال کے 17

جنگی جرائم امریکی پروفیسر کی نظر میں 18

شہید قائد کی چند خصوصیات 20

شہید منصور رحمہ اللہ کے ہر قطرۂ خون کا حساب ہوگا 22

کابل انٹیلی جنس حملے کے ماسٹر مائنڈ سے گفتگو 23

امریکیوں کا پیغام اور مجاہدین کا جواب 27

دینی مدارس کے نئے فضلاء کے نام 29

عمری آپریشن اور دشمن کی حالت نزع 31

امریکی جاسوسوں کی تاریخی سزا 32

افغانستان میں امریکا کی اسٹریٹیجک ناکامی 34

جنگی جرائم اپریل 2016ء 35

افغانستان اپریل 2016ء میں 37

Twitter: www.twitter.com/shariatmagazine
Facebook: www.facebook.com/shariatmagazine
Web: www.shahamat-urdu-com
E-mail: shariatmagazine@yahoo.com

ادا ریہ!

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ تعالیٰ کی شہادت

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے یہاں کی ہر چیز ایک نہ ایک دن اپنے وقت مقررہ پر فنا ہو جانے والی ہے۔ بڑے بڑے نامور، جید علماء، اولیاء اللہ ، ائمہ کرام حتی کہ دنیا کی سب سے برگزیدہ ہستیاں انبیاء کرام علیہم السلام بھی ہمیشہ دنیا میں نہ رہے اور اپنے اپنے فرائض منصبی ادا کر کے دار بقا کو رخصت ہوئے۔

ہر سانس لینے والے کی موت اس کی فنا ہے اور "کل نفس ذائقۃ الموت" کے تحت کوئی بھی انسان اس فنا سے مستثنیٰ نہیں ہے اور اس فنا کا فیصلہ صرف پروردگار عالم ہی کے اختیار میں ہے وہی جانتا ہے کہ کس نے کب، کہاں اور کیسے فنا ہو جانا ہے، یہ سب پہلے سے لکھا جا چکا ہے اس میں نہ لحہ بھر کی تاخیر ہو سکتی ہے اور نہ ہی تقدیم۔ اسی کا نام تقدیر ہے جس پر ہر مسلمان کو مکمل اور مضبوط یقین ہے اور یہی یقین ایمان کا وہ حصہ ہے جس کے بغیر ایمان قابل اعتبار نہیں رہتا۔

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ بھی ایک انسان تھے وہ بھی اسی قانون قدرت کے تحت وقت اور جائے مقرر پر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ہمیں اپنے رب کا یہ فیصلہ بسر و چشم قبول و منظور ہے۔ اور اس پر راضی رہنا اپنی شرعی ذمہ داری سمجھتے ہیں، باقی رہی بات ان کی وفات پر مسلمانوں کے غم، دکھ اور درد کی تو یہ ایک طبعی اور فطری چیز ہونے کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی آپس میں محبت، اخوت اور ہمدردی کی نشانی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے رکھی ہے۔ جس کی وجہ سے ایسی صورتحال میں آنکھیں پرنم اور دل افسردہ ہو جاتے ہیں۔

دور حاضر میں پوری اسلامی دنیا ایک حساس اور نازک دور سے گزر رہی ہے، اسلامی دنیا ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ہے، مختلف حوالوں سے انتشار، افتراق اور تقسیم کا شکار ہے، کسی بڑی واحد قیادت سے محروم ہے، کئی اسلامی ممالک میں خانہ جنگی عروج پر ہے، بیرونی قوتوں سے اپنی دفاع کی طاقت کھو چکی ہے، اکثر حصے عسکری اور اقتصادی لحاظ سے کمزور ہیں اور اسی کمزوری ہی کی حالت میں خونخوار اور وحشی امریکہ کی سربراہی میں بننے والا تاریخ کا سب سے بڑا جنگی اتحاد بھی میدان میں کود پڑا، اور بڑی دیدہ دلیری سے اسلامی دنیا کے خلاف جنگ کا اعلان کیا اور پہلی فرصت میں افغانستان پر حملہ کر کے عملاً اس جنگ کا آغاز کر دیا۔

اسلامی دنیا کے حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے اسلامی دنیا میں بڑی مایوسی پھیل گئی تھی، کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ کوئی اتنی بڑی طاقت کے مقابلے کے لیے میدان میں اترے گا، اور یہ کہ مسلم دنیا کا کوئی حصہ صلیبیوں کے ناپاک قدموں سے محفوظ رہ سکے گا۔ پھر جب مایوسی اور نا امیدی کے اس عالم میں طالبان مجاہدین اپنے ٹوٹے پوٹے وسائل کے ساتھ دنیا کی اس بڑی طاقت کے مقابلے کے لیے میدان میں اترے تو پوری اسلامی دنیا کے مخلص مسلمانوں میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی لیکن ساتھ ہی ساتھ کسی کو بھی یہ یقین نہیں تھا کہ وسائل کے لحاظ سے کمزور گنتی کے یہ چند مجاہدین اتنی بڑی طاقت سے لمبے عرصے تک برسرپیکار رہ سکیں گے، وطن کی آزادی اور دشمن کو شکست دینا تو بہت دور کی بات تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد اور مرضی شامل رہی اور لوگوں نے دیکھا کہ وسائل کے اعتبار سے کمزور گنتی کے انہی چند مجاہدین نے نہ صرف ایک لمبے عرصے تک اتنی بڑی طاقت کا مقابلہ کیا بلکہ دشمن پر ایسی کاری ضربیں لگائیں کہ وہ سر اٹھانے کے قابل نہ رہا۔ حالات کے اس رُخ کو دیکھتے ہوئے دنیا کے سارے مسلمانوں کی نگاہیں طالبان کی طرف ہو گئیں اور انہیں یقین ہو گیا کہ مسلمانوں کے بڑے اور عالمی دشمن کی شکست اور اس کے خونی پنجوں سے مسلمانوں کی رہائی طالب کے وجود اور امارت اسلامیہ کی بقا سے وابستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان امارت اسلامیہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کے دلوں میں امارت اسلامیہ کے زعیم کا بہت بڑا مقام اور مرتبہ اور طالبان کے ساتھ بے لوث محبت ہے۔ وہ طالبان کی پیش قدمیوں اور کامیابیوں پر خوش ہوتے ہیں اور ان کے درد اور غم پر دکھی اور غمگین۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی شہادت پر صرف افغانستان کے لوگ نہیں بلکہ پوری اسلامی دنیا غم میں مبتلا ہے ۔ ان کی جدائی پر غم اور دکھ ایک طبعی اور فطری امر ہے لیکن انہیں اللہ تعالیٰ نے جو موت دی ہے وہ ایسی موت ہے جس کی تمنا بار بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اور اکثر و بیشتر فرمایا کرتے کہ "میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں بار بار شہید اور بار بار زندہ کیا جاؤں"۔

یہ درست ہے کہ پوری اسلامی دنیا کی اتنی بڑی شخصیت کی اسلام اور مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن کے ہاتھوں شہادت نے طبعی لحاظ سے پورے عالم اسلام کو دکھی کر دیا ہے لیکن یہ بھی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جس قدر دشمن بڑا ہو اتنی شہادت بھی عظیم اور بڑی سمجھی جاتی ہے۔ راہ حق کا ہر مجاہد دین اسلام اور مسلمان ملت کی دفاع اور سربلندی کے لیے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے یہی ان کا اصل ہدف ہوتا ہے لیکن اس راہ میں شہادت بھی ان کی سب سے بڑی تمنا اور آرزو ہوتی ہے، ملا اختر محمد منصور صاحب رحمہ اللہ بھی راہ حق کے ایک ایسے

مجاہد تھے جنہوں نے اپنی زندگی کا تقریبا نصف حصہ اپنے ہدف اور اپنی تمنا کے حصول کے لیے راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے گزارا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دونوں مرادیں پوری کردیں، وہ اپنے ہدف کو بھی حاصل کرگئے اور ان کی عزیز از جان تمنا اور آرزو بھی پوری ہوگئی۔

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ پر ان کے پیش رو، عظیم صاحب فراست اور پوری ملت کے غمخوار، مدبر اور جرات وبہادری کے پہاڑ عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کا اعتماد، اپنے تمام احباب میں سے صرف انہی کا اپنی نیابت کے لیے انتخاب اور پھر امارت اسلامیہ کے سرکردہ قائدین، مجاہدین اور عام مسلمانوں کا ان کی امارت پر اتفاق واتحاد ان کے لیے دنیا میں ایک قابل فخر مقام اور خدمت کا ایک بڑا موقع تھا، توجو مسلمان، مجاہدین اور امارت اسلامیہ کے قائدین دنیا میں ان کے لئے اتنے بڑے مقام پر خوش تھے تو وہ آخرت میں بھی ان کے لیے بڑے رتبے اور مقام کے خواستگار تھے اور اللہ تعالیٰ نے دنیا کی سب سے وحشی اور خونخوار ظالم کافر امریکہ کے ہاتھوں انہیں شہادت دے کر وہ مقام بھی دے دیا۔

جہاں تک ان کی شہادت سے امارت اسلامیہ کو نقصان پہنچانے اور امریکہ کی فتح یا مذموم اہداف تک رسائی کی بات ہے تو یہ حقیقت ساری دنیا بہت پہلے سے جانتی ہے کہ مجاہدین رہنماؤں کی شہادتوں سے غاصب قوتوں کے خلاف جاری جہادی عمل میں کسی قسم کا نقصان، توقف اور کمی نہیں آتی اس لیے کہ یہ جہاد اور اس جہاد میں دی جانے والی یہ بڑی قربانیاں کسی شخص کے لیے نہیں کہ اس کے آنے جانے سے اس میں فرق آتا ہو، یہ جہاد جس ذات کی خوشنودی کے لیے جاری ہے وہ ہمیشہ زندہ وجاوید ہے اور جب تک دنیا قائم ہے تب تک یہ جہاد بھی جاری رہے گا "حتی لاتکون فتنة ویکون الدین کله لله "

گنتی کے اعتبار سے کم اور وسائل کے لحاظ سے کمزور طالبان مجاہدین کا اتنے بڑے عرصے تک دنیا کی بڑی اتحادی قوت کا مقابلہ کرنا اور دشمن کو شکست کے قریب لانا محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہی ممکن ہوا ہے لیکن اگر ہم اس کے اسباب پر غور کریں تو دنیا کے بڑے بڑے ماہرین، تبصرہ نگار اور سیاستدان کہتے ہیں کہ طالبان کی صفوں میں وحدت اور ایک امیر کی قیادت پر اتفاق واتحاد طالبان کی کامیابی اور کامرانی کا راز ہے۔ الحمدللہ! یہ وحدت اور واحد قیادت پر اتفاق اب بھی ویسے ہی ہے جیسے پہلے تھا۔

ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ جو امارت اسلامیہ کے زعیم اور موسس تھے، ان کی وفات ایک بڑا حادثہ تھا، دشمن نے میڈیا کو استعمال کرتے ہوئے بڑا پروپیگنڈا کیا کہ اب طالبان مزید متحد نہیں رہ سکتے، ان میں گروہ بندیاں ہوں گی، اکثریت ہتھیار پھینک دے گی اور اب ان میں مزید جنگ جاری رکھنے کی سکت نہیں رہے گی وغیرہ وغیرہ۔

کمزور اور ضعیف الایمان مسلمان بھائی ان کے پروپیگنڈوں سے متاثر ہورہے تھے، عام مسلمانوں میں مایوسی اور ناامیدی کی سی فضا قائم تھی، مجاہدین کے درمیان افتراق وانتشار کی افواہیں گردش کررہی تھیں لیکن آفریں ہو امارت اسلامیہ کی قیادت پر کہ انہوں نے اس حساسیت کا ادراک کرلیا اور مجاہدین کی صفوں میں اتحاد واتفاق کو برقرار رکھنے اور ایک ہی امیر کے تحت رہنے کے لیے دن رات کوششیں شروع کردیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی کوششوں کو قبول کیا، ان کی مدد کی اور یوں مجاہدین کی صفوں میں اتحاد واتفاق کی فضا پہلے کی طرح قائم رہی، سب مسلمان اسی امیر پر متفق ہوئے جنہیں امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں اپنا نائب منتخب فرمایا تھا۔

سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین ملا محمد عمر رحمہ اللہ کو بڑی فراست اور ذہانت سے نوازا تھا، انہوں نے اپنے حلقہ احباب میں سے اپنی نیابت کے لیے جس شخص کا انتخاب کیا تھا اور جن پر سب سے زیادہ اعتماد تھا تو اس شخص نے اس اعتماد اور بھروسے کی لاج رکھی اور وہی کیا جس کی ان سے امید کی جاسکتی تھی، حقیقت یہی ہے کہ انہوں نے اپنی ذمہ داری بڑی خوش اسلوبی اور جانفشانی سے ادا کی۔ امارت اسلامیہ کی تعمیر وترقی کے لیے دن رات محنت کی، قابل قدر اقدامات کیے، عالی اہداف اور قومی مفاد کی خاطر کسی پس وپیش سے کام نہیں لیا، مجاہدین کے درمیان اتحاد واتفاق کی طرف پوری توجہ دی، وہ "اشداء علی الکفار رحماء بینهم "کا عملی نمونہ تھے۔ بیعت میں تاخیر کرنے والوں کی تو بات ہی نہیں وہ لوگ جنہوں سے علی الاعلان بیعت سے انکار کیا تھا آخر دم تک ان کے خلاف کارروائی تو کیا زبان سے کوئی سخت لفظ بھی ان کے لیے نہ نکلا۔ جبکہ دشمن کے مقابلے میں روز اول سے جام شہادت نوش فرمانے تک اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ نہ انہوں نے بیرونی غاصبوں کے مطالبات تسلیم کئے، نہ کبھی ان کی طاقت اور زورآزمائی سے ڈرے، نہ مکار لوگوں کی سازشوں کا شکار ہوئے اور نہ ہی کسی کے کہنے پر اپنے موقف سے دستبردار ہوئے۔ ان کی امارت کا عرصہ مختصر تھا لیکن اس مختصر عرصے میں انہوں نے مضبوط عزم، پختہ ایمان اور بہادری کے ایسے کارنامے انجام دیے جن پر مخلص مسلمانوں اور مجاہدین کو ہمیشہ فخر رہے گا اور جنہیں تاریخ ہمیشہ یاد رکھے گی۔ امیر المومنین رحمہ اللہ کے مقام ومرتبہ سے شائد بعض متعصب لوگ انکار بھی کریں گے لیکن تاریخ ان کے مقام اور مرتبہ کو چھپا کر نہیں رکھ پائے گی اور ان شاء اللہ آنے والی نسلوں کے لیے سنہرے الفاظ میں ان کا تذکرہ کرے گی۔

امارت اسلامیہ افغانستان کی رہبری شوری نے بڑے گہرے غور وفکر اور تدبر کے بعد محترم شیخ الحدیث مولوی ہبت اللہ اخندزادہ صاحب کو امارت اسلامیہ کے نئے زعیم کی حیثیت سے اتفاق رائے کے ساتھ متعین کیا اور شرعی امیر کی حیثیت سے ان سے بیعت کی۔ محترم الحاج ملا سراج الدین حقانی صاحب اور مرحوم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے صاحبزادے مولوی محمد یعقوب صاحب کو ان کے معاونین کی حیثیت سے متعین کیا گیا۔ اور الحمدللہ تمام اراکین شوریٰ اور عوام وخواص نے اتفاق کے ساتھ ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور شہید رحمہ اللہ کی شہادت اور نئے امیر کے تعین کے حوالے سے امارت اسلامیہ کے

رہبری شوری کا اعلامیہ

الحمد لله الذي بيده ملكوت كل شيء وإليه ترجعون. وإذا قضى أمرا فإنما يقول له كن فيكون. وله الحمد في السموات والأرض وعشيا وحين تظهرون. يخرج الحي من الميت ويخرج الميت من الحي ويحيي الأرض بعد موتها وكذلك تخرجون. ونشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له ونشهد أن سيدنا محمدا عبده ورسوله الأمين المأمون، والجوهر المكنون . اللهم فصل وسلم على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه الذين هم فيما عند الله راغبون وبعد.

قال الله تبارك و تعالى: مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ١١ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ١٢ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ١٣ التغابن

ترجمہ: کوئی مصیبت اللہ کے حکم کے بغیر واقع نہیں ہوتی اور جو اللہ تعالی پر ایمان لائے ہیں انہیں ہدایت دیں گے اور اللہ تعالی ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اللہ تعالی کی اطاعت کرو اور پیغمبر کی اطاعت کرو، لیکن اگر منہ پھیر دو تو ہمارے پیغمبر کے ذمے نہیں ہے مگر واضح تبلیغ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور مومن لوگ اسی اللہ پر توکل کریں۔

رضينا بالله ربا و بالاسلام دينا و بمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا ورسولا.

امارت اسلامیہ افغانستان قضاء ورضاء الہی اور محکم ایمان کے جذبے سے اعلان کرتی ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان کے زعیم امیر المومنین ملا اختر محمد منصور تقبلہ اللہ 14 شعبان المعظم 1437 ہجری قمری سال بروز ہفتہ بمطابق 21 مئی 2016 عیسوی قندہار ریگستان اور بلوچستان نوشکی کے قریب ایک سرحدی علاقے میں امریکی طاغوت کے ایک ڈرون حملے میں شہادت کے اعلی مقام پر فائز ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

امارت اسلامیہ افغانستان کی رہبری شوری امارت اسلامیہ کے تمام منسوبین ، مجاہدین ، افغان مجاہد عوام ، عام اسلامی امت اور خصوصا امیر المومنین شہید تقبلہ اللہ کے غم زدہ خاندان سے تعزیت کرتی ہے اور اللہ تعالی سے امیر المومنین رحمہ اللہ کی شہادت کی قبولیت ، الہی دیدار اور جنت الفردوس کی دعا مانگتی ہے۔ اللہ تعالی شہید پر رحم فرمائے اور ان کے خاندان ، رشتہ دار ، مجاہدین اور امارت اسلامیہ کو اس بڑی مصیبت پر صبر جمیل ، اجر عظیم اور نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

مومن بھائیو!

تاریخ شاہد ہے کہ امت مسلمہ کی حق پرست تحریکوں کو ہمیشہ سے رہنماوں کی شہادت ، وفات یا دیگر بڑے مصائب کا سامنا رہاہے ۔ مگر یہ مصائب کبھی ایمان والوں کے قدم لرزا نہیں سکے ہیں ۔ بلکہ اس پر مزید مضبوطی سے قائم ہوئے ہیں۔ بڑے عزم اور مضبوط ایمان کے ساتھ آخری مرحلے تک اپنے برحق مبارزے کا راستہ سنبھالا ہے۔

وكأين من نبي قاتل معه ربيون كثير فما وهنوا لما أصابهم في سبيل الله وما ضعفوا وما استكانوا والله يحب الصابرين (۱۴۶)

امیر المومنین شہید تقبلہ اللہ، اللہ تعالی کے بندے اور راہ حق کے مجاہد تھے۔ انہوں نے اپنا فریضہ بہت اچھے اور قابل فخر طریقے سے ادا کیا۔ تادم مرگ اپنے ایمان اور برحق عزم پر قائم رہے۔ امارت اسلامیہ کی امارت کے مختصر عرصے میں عزم، ایمان اور سربلندی کے ساتھ ایسے کارنامے تاریخ میں چھوڑے کہ تمام مسلمان خصوصا مجاہدین ہمیشہ اس پر فخر کرتے رہیں گے۔

انہوں نے زمان و مکان کی تمام تر سختیوں اور امتحانی حالات کے باوجود نہ تو عالمی طاغوت کے بار بار کیے جانے والے مطالبات کے آگے سر تسلیم خم کیا اور نہ کسی کی تزویراتی اور بلیک میلنگ کی پیش کشوں کی جال میں پھنسے۔ نہ دھمکیوں سے ڈرے اور نہ داخلی وخارجی سازشوں، دسیسوں اور دباو سے ان کا ایمان متزلزل ہوا۔

منصور صاحب نے امارت اسلامیہ کی زعامت کی ذمہ داری بعینہ اپنے سلف امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی شان سے ادا کی۔ یہاں تک کہ اسی قابل فخر موقف، قوی ایمان اور توکل کے ساتھ جہادی سفر کے دوران اللہ تعالی کے دیدار کو پہنچے۔

چونکہ امام یا امیر کی شہادت یا وفات کے بعد مومنوں کے لیے نئے امیر کا تعین مسلمانوں کے ذمے لازمی فریضہ ہے۔ امارت اسلامیہ افغانستان کی رہبری شوری جو بہت سے علماء کرام، تفسیر اور احادیث کے اساتذہ، دیندار سیاسی ماہرین اور جہادی تجربہ رکھنے والے لوگوں کا معتبر شوری ہے۔ انہوں نے ایک مجلس کا انعقاد کیا جسے اہل حل والعقد کا شرعی اعتبار حاصل تھا۔ بڑے گہرے غور وفکر، تدبر اور ہمہ پہلو دینی اور جہادی مصلحت کی چھان بین کے بعد محترم شیخ الحدیث مولوی ہبت اللہ اخندزادہ صاحب کو امارت اسلامیہ کے نئے زعیم کی حیثیت سے شوری کے تمام ارکان کے اتفاق کے ساتھ متعین کیا اور شرعی امیر کی حیثیت سے ان سے بیعت کی۔ اسی طرح محترم الحاج ملا سراج الدین حقانی صاحب اور مرحوم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے صاحبزادے مولوی محمد یعقوب صاحب کو ان کے معاونین کی حیثیت سے متعین کیا گیا۔

امارت اسلامیہ کی رہبری شوری اپنے تمام مجاہدین اور عام دیندار عوام کو ان حالات میں وحدت اور توکل علی اللہ کی جانب دعوت دیتی ہے۔ مجاہدین کسی تشویش یا پریشانی کا شکار نہ ہوں، للہ الحمد ہمارا اپنا مددگار رب ہے۔ اسلام اور جہاد کا دیا 14 سو سال سے روشن ہے اور قیامت تک روشن رہے گا۔ اللہ تعالی کا شکر ہے کہ ہمارے پاس امارت اسلامیہ کے نام سے ایک بنا ہوا منظم اور کامل نظام موجود ہے۔ اس نظام کی حفاظت اور مضبوطی کے لیے یہ سب کا دینی فریضہ ہے کہ نئے امیر المومنین محترم شیخ الحدیث مولوی ہیبت اللہ اخندزادہ صاحب سے بیعت کریں اور ان کی قیادت میں برحق مزاحمت جاری رکھیں۔

اسی طرح امارت اسلامیہ کی قیادت اور رہبری شوری تمام مسلمانوں سے امید رکھتی ہے کہ کل سے تین دن تک شہید امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی تعزیت اور ان کی مبارک روح کے ایصال ثواب کی نیت سے قرآن کریم کے ختم کا اہتمام کریں۔

والسلام

رہبری شوری امارت اسلامیہ افغانستان

۱۴۳۷/۸/۱۸ھ۔ ق

۱۳۹۵/۳/۰۵ھ۔ ش — 2016/5/25م

امارت اسلامیہ اور نئی قیادت

موسیٰ مہاجر

امریکا افغانستان میں ایک طویل جنگ چھیڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ وہ افغانستان میں قیام امن کے لیے ہرگز تیار نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے امریکا نے اس خطے میں درجنوں سیاسی تنظیموں کے ساتھ عسکری گروپ بھی بنا دیے ہیں اور کابل انتظامیہ کو زبان اور خطے کی بنیاد پر دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ امریکا جانتا ہے وہ اپنے مقاصد میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا، جب تک مجاہدین کو آپس میں تقسیم نہ کر دے۔ اس طرح وہ امارت اسلامیہ سے اپنا انتقام بھی لے لیں گے۔ دوبارہ اقتدار کا حصول بھی ناممکن بنا دیں گے اور ملک کے طول و عرض میں جنگوں اور بدامنی کے لیے بھی راہ ہموار ہو گی۔

امیر المؤمنین ملا منصور شہید رحمہ اللہ پر حملے کے حوالے سے صدر اوباما نے اپنے دورہ ویتنام کے دوران کہا کہ یہ حملہ امن کی کوششوں کا حصہ ہے۔ اس حملے سے مذاکرات کے لیے مجاہدین پر دباؤ ڈالا جائے، مگر ایسا ہے نہیں۔ کیوں کہ اس طرح کی صلح امارت کے اعلی سے لے کر ادنی فرد تک کسی کو بھی پسند نہیں۔ دوسری بات یہ کہ قیادت کی شہادت سے امارت اسلامیہ اپنا راستہ اور اپنی خود مختاری کبھی نہیں چھوڑے گی۔ امارت اسلامیہ شہداء کا گھر ہے۔ اس کے اکثر رہنما شہید ہو گئے ہیں، مگر اپنے مؤقف سے ذرہ بھر پیچھے نہیں ہٹے۔ نہ ان سے اس کی توقع رکھی جانی چاہیے۔ دوسری بات یہ کہ یہ اوباما کا غیر منطقی استدلال ہے۔ منصور رحمہ اللہ کی شہادت سے مجاہدین میں ایثار اور قربانی کا نیا جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس واقعے سے مجاہدین اور مسلمانوں کو دلی صدمہ پہنچا ہے، مگر ان کا جذبہ ٹھنڈا نہیں پڑا۔ یہ صلح کی جگہ دشمن پر مزید شدید حملوں کا باعث ہو گا۔

امیر المؤمنین شہید رحمہ اللہ کی شہادت کا مقصد مجاہدین کی صف میں اختلافات پیدا کرنا اور امارت اسلامیہ کو گروپوں میں تقسیم کرنا ہے۔ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کے بعد بھی دشمن کی یہ کوششیں تیز ہو گئی تھیں۔ اس مقصد کے لیے امریکا نے کروڑوں ڈالر خرچ کیے، مگر اس کوشش میں کبھی کامیاب نہیں ہو گا۔ امارت اسلامیہ ایک فکری جماعت ہے اور اسی چیز نے انہیں گروپوں میں بٹنے سے روکا ہوا ہے۔ مجاہدین کا مقصد افغانستان سے گروہ بدی کا خاتمہ تھا، جس میں وہ کامیاب ہو گئے ہیں۔ تمام امور میں امارت اسلامیہ کا شریعت کو چاہتی ہے اور شریعت گروہوں کو ایجاد کرنے سے روکتی ہے۔

امارت اسلامیہ کی شوری دشمن کی توقعات کے برخلاف بہت کم عرصے میں نئے امیر کی تقرری میں کامیاب رہی ہے۔ یہ دنیا کے سامنے واضح ہے کہ امارت اسلامیہ اپنے رہنماؤں کا تعین بہت جلد کر سکتی ہے۔ اس حوالے سے انہیں کسی قسم کی مشکل کا سامنا نہیں ہے۔ شوری نے اس بھاری ذمہ داری کے لیے شیخ ہیبت اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ کا تعین کیا، جو ہر لحاظ سے اس کے اہل ہیں۔ شیخ صاحب افغانستان کے بڑے اور جید علماء میں سے ہیں۔ وہ قرآن کریم اور احادیث کے شیخ اور فقہ حنفی کے فقیہ ہیں۔ گہری سیاسی بصیرت اور عسکری تجربہ رکھتے ہیں۔ روس کے خلاف میدان جہاد کے عظیم سپوت رہے ہیں۔ جہادی مرحلے میں اونچ پنچ کا بہت اچھی طرح تجربہ ہے۔ امارت اسلامیہ اور اس کے بعد کے دور جہاد میں اہم ذمہ داریاں نبھائیں، جس سے انہیں قیادت کا بہترین تجربہ حاصل ہو گیا۔

امیر المومنین شہید رحمہ اللہ کی جدائی سے جو صدمہ مسلمانوں اور مجاہدین کو ہوا، وہ شیخ ہیبت اللہ صاحب کی تعیین سے بہت حد تک ہلکا ہو گیا۔ شیخ صاحب کی تعین کے بعد فوراً ہی کمیشنز، صوبائی اور ضلعی گورنرز، عسکری کمانڈر، عام مجاہدین اور مسلمانوں نے بلاچون وچرا بہت اخلاص سے بیعت کی اور یہ سلسلہ بہت کامیابی سے جاری ہے۔ اس بیعت نے طاغوت اور شیطان کو اس بات سے مایوس کر دیا ہے کہ وہ امارت اسلامیہ کی صف میں اختلافات پیدا کر سکے۔

❀❀❀

امیر المومنین

کی شہادت، دشمن کا فائدہ یا نقصان؟

حبیب مجاہد

امیر المومنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ اسلام دشمنوں کے ہاتھوں شہید ہوگئے ہیں۔ عالمِ کفر، علاقائی منافقین اور ان سے تعلق رکھنے والے میڈیا نے منصور صاحب کی شہادت کو ایک جشن کی طرح منایا اور اسے اپنی بڑی کامیابی قرار دیا ہے۔ مگر امارت اسلامیہ نے بہت جلد حالات قابو میں لے لیے تھے۔ ایک متحدہ اور متفقہ فیصلے سے نئے رہنما کا تقرر کیا گیا اور بلا تعطل بیعت کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا۔ نئے امیر کے تعین کے ساتھ ہی وہ خلا پھر سے بھر گیا، جو منصور صاحب کی شہادت سے سامنے آیا تھا۔ اب یہ وہی امارت ہے، جو منصور صاحب کی حیات میں تھی۔ وہی افراد، وہی شوری، وہی گرم محاذ اور وہی افغانستان کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے مجاہدین۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ حالیہ المناک حادثے کے بعد مجاہدین کے درمیان آپس کا اتحاد، ہمدردی اور رحم اَور بھی بڑھ گیا ہے۔ مجاہدین نے امارت کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا ہے۔ ماضی کی نسبت بہت شوق و اشتیاق سے بیعت اور لبیک کی صدائیں اٹھ رہی ہیں۔ بلاشک وشبہ امیر المؤمنین ملا منصور صاحب کی شہادت ایک ناقابل فراموش سانحہ ہے۔ امارت اسلامیہ ایک نمایاں، مقبول، بہادر اور پرعزم قائد سے محروم ہوگئی ہے، مگر تاریخ شاہد ہے جب بھی مؤمنوں نے ایک خاص مصیبت دین کی خاطر اٹھائی اور اللہ تعالی کے لیے اس پر صبر کیا تو اللہ تعالی نے اس مصیبت کو خوشی سے بدل دیا۔

وہ مجاہدین جو چند دن قبل اپنے رہنما کی شہادت کی وجہ سے اندیشے اور غموں کے گرداب میں پھنسے ہوئے تھے، اب اطمینان اور خوشی کی سانسیں لے رہے ہیں۔ اپنے امیر کی شہادت کے بعد دشمن کے خلاف مزاحمت کا جذبہ اَور بھی مضبوط ہوگیا ہے۔ دشمن کے شیطانی ارادے، عداوت اور بے رحمی کا گراف اور ان کٹھ پتلیوں کی شرارت اَور بھی واضح ہوگئی ہے۔ امیر المؤمنین کی غیرت مندانہ شہادت سے دشمن کی داخلی کٹھ پتلیوں کا یہ پروپیگنڈا بھی دم توڑ گیا، جو وہ منصور صاحب کے حوالے سے کرتے تھے۔ ان کی طرف مختلف باتیں اور الزامات منسوب کیے جاتے تھے۔ طرح طرح کے الزامات لگائے جاتے تھے۔ منصور صاحب کی ایسی شہادت سے ثابت ہوگیا کہ ان کا کسی سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ ایک امیر کی حیثیت سے ان کی زندگی اور مالی حیثیت اتنی مشکل تھی کہ اکیلے اور کرائے کی موٹر میں سفر کرتے تھے۔ ان کا کسی سے کوئی سکیورٹی معاہدہ نہیں تھا، بلکہ وہ صرف اللہ تعالی کے سامنے جواب دہ تھے۔ اسی لیے مظلومیت اور تنہائی کے انتہائی شدید حالات میں جام شہادت نوش کیا، مگر انہوں نے کسی کافر یا منافق کے ہاتھوں دوستی اور سکیورٹی کی ضمانت کی عار قبول نہیں کی۔

امارت اسلامیہ کے امیر کی حیثیت سے ان کی شہادت نے امارت کی قیادت اور مجاہدین پر امت مسلمہ کا اعتماد اور بھی زیادہ کر دیا ہے۔ اب سب کو یہ یقین ہو گیا ہے کہ یہ صف مادی سیاسی معاملات، انٹیلی جنس کھیل اور دنیاوی مفادات کی صف نہیں ہے، بلکہ صرف دین الہی کی خدمت اور للہ فی اللہ جہاد کی صف ہے۔ جس کا اول ترین فرد بھی شہادت کے خون میں نہا کر دنیا سے رخصت ہو چکا ہے۔ دوسری بات یہ کہ تاریخ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ قربانی اور شہادتیں ہمیشہ ایک تحریک کی بقا اور پائیداری کے اسباب ثابت ہوئی ہیں۔ شہداء کے خون نے اسلام اور جہاد کے دیے کو تیل کا کام دیا ہے۔ یہ فطری قانون ہے، جو قوم قربانی دینے کا عزم رکھتی ہے، اس کا خاتمہ محال ہے۔ جن لوگوں نے اللہ تعالی کے دین کی خاطر خون بہایا ہے، ان لوگوں میں کبھی بھی کفر کی بالادستی قائم نہیں ہوتی۔ کفار اور ان کے خفیہ وظاہری اتحادی جان لیں کہ اس حملے سے مجاہدین کو اتنا نقصان نہیں پہنچا ہے، جتنا امریکا اپنے لیے دشمنی کی آگ گرم کر دی ہے۔ ان شاء اللہ تعالی! آئندہ وقت یہ ثابت کرے گا کہ منصور صاحب کی شہادت سے جہادی صفیں اَور مضبوط ہوں گی اور ان کے خون کی برکت سے یہ قافلہ منزل تک پہنچے گا۔ ان شاء اللہ

❁ ❁ ❁

امیرالمومنین شہید ہوگئے

قاری سعید

یہ کوئی معمولی جملہ نہیں ہے۔ یہ جملہ اسلام کی روشن تاریخ میں بہت کم نظر آئے گا۔ یہ جملہ اتنا عام اور معمولی جملہ نہیں، جسے ہر دور اور ہر زمانے میں برداشت کیا جاسکے۔ یہ جملہ تب سنا گیا تھا، جب امت کے محدث، فاروق اعظم اور اسلام کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو ابولؤلو مجوسی نے اپنے خنجر سے نشانہ بنایااور آپ رضی اللہ تعالی نے اپنی روح اللہ کے سپرد کر دی۔ مدینہ کی گلیاں غم و اندوہ میں ڈوب گئیں۔ مصر سے خراسان تک کے محاذوں پر مجاہدین کے دلوں پر غم چھاگیا اور تاریخ کے دورانیے میں پہلی بار یہ جملہ سنا گیا کہ ”امیر المومنین شہید ہوگئے ہیں۔“ یہ جملہ دوسری بار اس وقت سامنے آیا، جب خلافت اسلامیہ کے خلاف بغاوت کا فتنہ اٹھا۔ دارالحکومت مدینہ محاصرے میں تھا اور وقت کے خلیفہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے شہید کر دیا گیا۔ مشرق سے مغرب تک ایک بار پھر مؤمنوں کے دل پریشان اور دکھی ہوگئے۔ مؤرخین نے عنوان رکھا: آپ تاریخ اٹھائیں۔ قریب کی صدیوں سے متعلق فہرست پڑھیں، یہ جملہ آپ کو کہیں نہیں ملے گا۔ ہم نے بہت قربانیاں دی ہیں۔ بہت بڑے بہادر، تیغ زن، عالم اور رہنماؤں نے دشمن کی تلوار اور گولی کے زخم اٹھائے، مگر ہماری تاریخ اب بھی پیاسی ہے: ”امیر المؤمنین شہید ہوگئے ہیں۔“

الحمد للہ! ہمیں ایسے امیر اور رہنما ملے، جنہوں نے اسلام کے ابتدائی زمانے کو پھر سے زندہ کر دیا ہے۔ عمر، عثمان، علی اور حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا راستہ خالی نہ چھوڑا، بلکہ عزت اور افتخار کے ساتھ، ایثار و قربانی کی سب سے بڑی نشانی اور مظلومیت و جان نثاری کے سب سے بڑے شرف کے ساتھ قربانی کے میدان میں پیش ہوئے۔ طاغوت کے سب سے بڑے بم کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہوگئے اور بارود اور فاسفورس کی آگ کو خوش آمدید کہا۔ یہاں تک کہ تاریخ کا دل ایک بار پھر لرز گیا اور صدیوں بعد ایک بار پھر تاریخ نے سن لیا کہ:

”امیر المؤمنین شہید ہوگئے ہیں۔“

> ”امیر المومنین شہید ہوگئے ہیں۔“ اس جملے نے ابتدائی صدیوں میں کئی بار تاریخ میں جگہ پانے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ خوارج کے ظلم اور جفا کا شکار ہوئے اور جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حجاج کے ظلم کا نشانہ بنے۔

اے شہید امیر المؤمنین! ہمیں آپ پر فخر ہے اور آپ ہمیں ہمیشہ یاد آتے رہیں گے، لیکن ہم اللہ تعالی سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ کا ایمان، توکل، خدمت اور قربانی اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ آمین یارب العالمین

❁ ❁ ❁

شہید منصور صاحب کے ساتھ ایک ملاقات کی رُوداد

قاری حبیب

۲۴ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ کو امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کے اعلان سے قبل شہید منصور صاحب تقبلہ اللہ غیر اعلانیہ طور پر امارت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ امارت اسلامی کے شعبہ اطلاعات کے مسئولین، اہل قلم، رپورٹرز اور اس شعبے میں کام کرنے والے مجاہدین کو قریب سے دیکھیں، تاکہ ان کی حوصلہ افزائی کی جاسکے۔ انہیں جو مسائل درپیش ہیں، ان پر بات ہوسکے اور سب سے بڑھ انہیں ملاقات کا شرف بخشا جائے۔ دوپہر سے کچھ قبل منصور صاحب اطلاعاتی کمیشن کے ساتھیوں کی مجلس میں تشریف لائے۔ مجاہدین ان کے احترام کے لیے کھڑے ہوگئے۔ آپ نے ہر ساتھی کے ساتھ بغل گیر ہوکر مصافحہ کیا۔ مصافحے کے بعد اطلاعاتی کمیشن کے سربراہ محترم متقی صاحب نے مجلس کا آغاز کیا، ہر ساتھی کا منصور صاحب سے تعارف کرایا اور پھر مختصر افتتاحی گفتگو کی۔ ساتھیوں کی درخواست پر امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور صاحب نے گفتگو کا آغاز کیا۔ اس گفتگو کے کچھ اہم نکات مَیں نے کاغذ پر لکھے، جن میں سے کچھ حصہ آپ سے شیئر کررہا ہوں۔

جناب منصور صاحب نے سب سے پہلے شعبہ اطلاعات کے مجاہدین اور اہل قلم کا شکریہ ادا کیا اور اطلاعاتی کمیشن کے کارناموں کو سراہا۔ انہوں نے کہا: الحمدللہ! میڈیا کے میدان میں ہماری کارروائیاں عسکری کارروائیوں کے ساتھ جاری ہیں۔ یہ آپ کے اخلاص اور مشقتوں کی برکت ہے کہ یہ شعبہ بہت منظم طریقے سے خدمات انجام دے رہا ہے۔ امارت کے مسئولین تمام ساتھیوں کے مخلصانہ کام کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے آپ سب کے لیے اجر و ثواب کے طلب گار ہیں۔ پوری دنیا جانتی ہے کہ امارت اسلامی کا شعبہ اطلاعات بہت وسیع اور تیز ہے۔ آپ میں سے ہر کوئی اپنے انفرادی کام میں امارت اسلامی کا نمائندہ ہے اور آپ کو چاہیے کہ اس عہدے پر اچھے طریقے سے کام کریں۔ للہ الحمد! اطلاعاتی کمیشن کے مسئولین قابل اور تجربہ کار افراد ہیں، جن پر ہمیں مکمل اعتماد ہے۔ اطلاعاتی کمیشن کے مسئولین کی اہلیت کی وجہ سے ہم اس شعبے سے مکمل طور پر مطمئن ہیں۔ اسی وجہ سے ہم آپ لوگوں سے کم ہی ملتے ہیں۔

جناب منصور صاحب نے مزید کہا: ہمیں چاہیے کہ شعبہ اطلاعات کے نشریاتی کاموں میں نہایت احتیاط سے کام لیں۔ اپنی رسمی پالیسی کو ہمیشہ مدِ نظر رکھیں۔ کیوں کہ اس دور میں حالات بہت تیزی سے بدل رہے ہیں اور ہمیں حالات کے مطابق اپنے نشریاتی کاموں کو ڈھالنا ہوگا۔

انہوں نے بعد ازاں کئی موضوعات پر جیسا کہ رواں جہاد، القاعدہ کے ساتھ امارت اسلامی کی رابطہ پالیسی، خواتین کے حقوق، تعلیم اور امن کے حوالے سے مذاکرات پر امارت اسلامی کی رسمی پالیسی واضح کی۔ آپ نے دنیا کے ساتھ تعلقات کے بارے میں کہا:

بین الاقوامی حکومتیں اس لیے ہمارے ساتھ دشمنی مول لیے ہوئے ہیں کہ ہماری دینی اساسات واحکامات دنیا کی دیگر اقوام کے خود ساختہ احکامات سے بہت زیادہ منفرد ہیں۔ موجودہ دنیا دین سے دور ہوگئی ہے اور شریعت کے لیے کوئی عملی اقدامات نہیں کررہی۔ جبکہ ہم شریعت کو سب سے اہم سمجھتے ہیں۔ اور اسی لیے ہم نے جہاد کی راہ اپنائی ہے۔ دنیا یہ چاہتی ہے کہ ہم بعض احکامات کو چھوڑ دیں تو مخالف سمت سے ہمارے لیے نرمی اختیار کی جائے گی اور ہمارے خلاف قوانین میں ترمیم کریں گے۔ وہ شاید ایسا کریں، کیوں کہ ان کے احکامات اور اساسات خود ساختہ ہیں اور خود ہی اسے مسخ بھی کرسکتے ہیں، لیکن ہمارے تمام احکامات آسمانی ہیں۔ ہمارے پاس کوئی ایسا حکم نہیں، جس سے ہم کفار کے سامنے دستبردار ہوجائیں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں: آپ لوگ حجاب کے بارے میں بہت سختی کرتے ہیں، اس سے دستبردار ہو جائیں۔ کیا ہم اس پر سمجھوتہ کرسکتے ہیں؟ جواب واضح ہے کہ نہیں! کیوں کہ یہ ہمارے دین کے بنیادی احکامات میں سے ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ ہے، جس میں ہمارا کوئی اختیار نہیں ہے۔ دنیا کہتی ہے امارت کا مؤقف بہت سخت ہے۔ مَیں کہتا ہوں امارت کا مؤقف سخت نہیں، ہم نے صرف اللہ کے دین کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا ہے، چوں کہ دنیا دین سے بے گانہ ہے۔ اس لیے انہیں ہمارا

مؤقف سخت دکھائی دیتا ہے۔

فتنوں کے اس دور میں اللہ کے دین پر مر مٹنے کے باعث ہی ہم دنیا میں تنہا ہوگئے ہیں، لیکن اللہ کے ہاں ہم اکیلے نہیں ہیں۔ کیوں کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اگر دنیا ہمارا ساتھ نہیں دیتی تو اسے چھوڑ دو۔ کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں آپ کے پاس اتنی افرادی قوت نہیں کہ آپ پورے افغانستان کو فتح کرسکیں۔ میرا جواب یہ ہے کہ ہم وطن کی فتح یا اس پر قبضے کے مکلف نہیں ہیں، ہم اپنے عقیدے کی حفاظت کے مکلف ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے جہاد کا حکم ہے اور وہ ہم کر رہے ہیں۔ افغانستان میں رواں جنگ ہماری ضرورت ہے، کوئی شخص لطف اندوز ہونے کے لیے جنگ نہیں کرتا، امن ہر شخص کو پسند ہے۔ لیکن ہمارے خطے پر کفار کا قبضہ ہے۔ ہمارا علاقہ جارحیت کا شکار ہے اور یہاں سے اسلامی نظام کا خاتمہ کیا گیا ہے۔ وہ ہمارے ساتھ عقیدے کی جنگ لڑ رہے ہیں اور ہماری آنے والی نسلوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اس لیے اس قسم کی کفریہ کارروائیوں کے خلاف ہم پر جہاد فرض عین ہے۔

جناب منصور صاحب کی گفتگو بہت دلچسپ تھی، جس میں انہوں نے بہت سے انکشافات بھی کیے۔ آپ بڑی دل جمعی سے ہر موضوع پر امارت کا مؤقف واضح کرتے۔ آپ کی گفتگو کے بعد اطلاعاتی کمیشن کے نائب مسئول مرحوم سید محمد حقانی صاحب اور امارت کے ترجمان محترم ذبیح اللہ مجاہد نے گفتگو کی۔ اس کے بعد مجلس کے ہر ساتھی کو بات کرنے کی مہلت دی گئی کہ وہ امارت اسلامی کی پالیسی کے بارے میں کوئی مشورہ دینا چاہیں یا کسی موضوع پر امارت کی پالیسی پر اعتراض کرنا چاہیں تو آزاد فضا میں اپنا مؤقف بیان کرسکتے ہیں۔

اس مجلس کے دوران منصور صاحب کے ہاتھ میں قلم اور کاغذ موجود تھا، وہ جس پر ہر ساتھی کی گفتگو کے اہم نکات لکھتے جاتے تھے۔ اگر اسے جواب یا وضاحت کی ضرورت ہوتی تو بڑے میٹھے انداز میں جواب دیتے۔ اس مجلس کا یہ لمحہ اس لیے بہت دلچسپ تھا کہ اس میں ہر ساتھی کو بات کرنے کی مکمل آزادی تھی۔ یہی 'عمری خلافت' کی ایک زندہ مثال تھی، جس میں ہر شخص آزادانہ طور پر اپنی رائے دینے کے لیے بڑی جرأت سے اپنے امیر کے سامنے بات کر رہا تھا۔ منصور صاحب کی جانب سے بھی خندہ پیشانی سے اسے قبول کیا جاتا رہا اور اسے واضح جوابات بھی ملتے رہے۔

مجلس کے اختتام پر منصور صاحب نے ایک مرتبہ پھر مختصر گفتگو کی جو میری یادداشت میں کچھ اس طرح محفوظ ہے:

اسلامی امارت ہمارا اور آپ کا مشترکہ گھر ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ اس گھر کی حفاظت کریں، تاکہ کوئی اسے نقصان نہ پہنچا سکے۔ اپنے آپ کو تعصب سے بچائیں۔ باہمی اتحاد، اطاعت امیر، تقویٰ، اخلاص اور اعمال کی اصلاح کی طرف بھرپور توجہ دیں۔ کچھ ساتھی تقویٰ کا یہ مطلب اخذ کرتے ہیں کہ صرف مالِ غنیمت اور دوسرے مالی امور میں حرام سے اپنے آپ کو بچایا جائے، لیکن اس طرح نہیں، تقویٰ ہر امر میں اختیار کرنا چاہیے۔ مثلاً ساتھیوں کے ساتھ جہادی امور وغیرہ سب میں تقویٰ اختیار کرنا ضروری ہے۔ دوسروں کے عیوب تلاش کرنے سے بہتر ہے بندہ اپنے عیوب کی طرف متوجہ ہو جائے۔ اگر آپ کو امارت اسلامی کی یا کسی اقدام پر اعتراض ہو تو خاموشی اختیار نہ کرو، کم سے کم اپنے مسئولین سے موضوع کے بارے میں ضرور وضاحت طلب کیا کرو۔

امیر ملا منصور صاحب نے مجلس کے اختتام پر ساتھیوں سے خصوصی دعا کی درخواست کی۔ انہوں نے کہا کہ ان کے کاندھوں پر بہت بھاری ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ تمام ساتھی میری استقامت اور اصلاح کی دعائیں کرتے رہا کریں۔ ساتھیوں نے انہیں رخصت کیا۔ آپ نے ایک ہی مجلس میں سب ساتھیوں کے دلوں میں جگہ بنالی تھی۔ آپ عاجز، منکسر المزاج اور بڑے جرأت مند شخص تھے۔ یقیناً آپ ہی اس قابل تھے کہ آپ مسلمانوں کے امیر ہوں۔ آپ کا فراق یقیناً تمام عالم اسلام، خصوصاً مجاہدین کے لیے ایک بڑا صدمہ ہے، لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہیں۔ آپ ایک مقدس شخصیت کے مالک تھے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہادت سے سرفراز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اُنہیں راہِ حق میں جھیلی گئی مشکلات کا اجر عطا فرمائے اور ان کی قربانی قبول فرمائے۔ موجودہ امیر محترم ملا ہبیت اللہ اخونزادہ صاحب کے لیے بھی اُن کے نقش قدم پر چلنے کی دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دشمنوں کی اذیت سے محفوظ فرمائے۔ آمین یارب العالمین

❀ ❀ ❀

قابلِ رشک زندگی اور قابلِ رشک شہادت

موسیٰ مہاجر

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا. (الأحزاب: 23)

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلاَّ مَتَاعُ الْغُرُورِ. (آل عمران، 185)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حکم دیا ہے کہ ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہو گا۔ ہر زندہ کو موت ضرور آئے گی چاہے۔ جلد آئے یا دیر سے، موت سے نجات ممکن نہیں۔ لیکن ایسی زندگی اور ایسی موت، جس پر فخر کیا جا سکے، ہر شخص کے حصے میں نہیں آتی۔ تاریخ میں بہت کم ایسے لوگ گزرے ہیں، جن کی زندگی اور موت دونوں قابلِ رشک ہوں۔ کیوں کہ اس کا تعلق مضبوط عزم، دیانت، دین پر استقامت، خدمت اور اخلاص سے ہے۔

شہید امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ ان لوگوں میں سے تھے، جن کی زندگی بھی باعث فخر اور موت بھی باعث فخر تھی۔ شہید منصور رحمہ اللہ نے اپنی ساری زندگی دین اسلام کی خدمت کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ تاریخ میں قابلِ فخر کارنامے انجام دیے۔ انہیں امارت اسلامی کی ذمہ داری ایک ایسے حساس وقت میں سونپی گئی، جب امارت اسلامی کے مجاہدین امریکیوں کے خلاف ایک فیصلہ کن دوراہے پر کھڑے تھے۔ عین اسی وقت امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی رحلت کا واقعہ سامنے آیا۔ انہوں نے نہایت تدبر سے دو سال تک کفار کو اپنے امیر کی وفات کی خبر نہیں ہونے دی اور دو سال تک غیر اعلانیہ طور پر امارت اسلامی کی سربراہی کے عہدے پر خدمات انجام دیتے رہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ دنیا میں اس قسم کی تحریکوں کے رہنماؤں کی وفات کے بعد یہ تنظیمیں اختلافات کا شکار ہوئی ہیں یا مکمل طور پر ختم ہوئی ہیں، لیکن شہید منصور رحمہ اللہ نے مضبوط عزم اور تدبر سے امارت اسلامی کی مقدس صف کو متحد رکھا، بلکہ ماضی کی نسبت مزید تقویت دی۔

امریکی افواج میدان جنگ میں مجاہدین کا مقابلہ کرنے میں مکمل طور پر ناکام رہی ہیں۔ اپنی ناکامی کا بدلہ لینے کے لیے ان کی کوشش ہے کہ امارت اسلامی کے مجاہدین کے درمیان اختلافات کو ہوا دے کر اسے کمزور کیا جا سکے، تاکہ وہ دوبارہ اپنی حکومت قائم کرنے کی پوزیشن میں نہ آ سکے۔ اس مقصد کے لیے لاکھوں ڈالرز کے اخراجات برداشت کیے جا رہے ہیں۔ کئی افراد کو امارت کے خلاف کھڑا کیا، لیکن شہید امت ملا اختر محمد منصور صاحب رحمہ اللہ نے ان عناصر کا راستہ روکا۔ ایک طرف عوام کو ان کے شر سے محفوظ رکھا دوسری جانب مجاہدین کی صفوف بھی ان سے محفوظ ہوئی ہیں۔ دشمن نے امارت اسلامی کو کمزور کرنے کے لیے داعش کو میدان میں اتارا، لیکن منصور شہید رحمہ اللہ نے ایک بہادر کمانڈر کے طور پر دشمن کا یہ منصوبہ خاک میں ملا دیا۔ شہید امیر المؤمنین رحمہ اللہ نے اپنی امارت کے دوران بہت تھوڑے عرصے میں امارت اسلامی کو مضبوط کیا اور ایک منظم اور مضبوط جماعت چھوڑی۔ شہید منصور رحمہ اللہ نے اپنی ذمہ داری نہایت احسن طریقے سے انجام دی۔ کسی ملک کی دھمکیوں کو خاطر میں لائے اور نہ کسی کے ساتھ امارت پر سمجھوتہ کیا۔ ہر کام میں شریعت کی مکمل اتباع ان کی خصوصیت تھی۔

شہید امیر المؤمنین نے امارت اسلامی کو درپیش چیلنجز کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ علاقائی اور بین الاقوامی دشمنوں کے تمام منصوبے ناکام بنا دیے۔ امارت اسلامی کو اختلافات سے نجات دی۔ امارت اسلامی کی صف کو ماضی کی طرح منظم کیا۔ امارت کی پالیسی سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے۔ ایک فاتح کے طور پر ملک کے بہت سے علاقے فتح کیے اور ایک بااعتماد امیر کے طور پر دنیا کے مسلمانوں کا اعتماد اور ان کی بیعت حاصل کی۔ جس طرح آپ کی زندگی قابلِ رشک تھی، اسی طرح موت بھی قابلِ رشک نصیب ہوئی۔ امیر المؤمنین کے طور پر شہادت کی مثال اسلامی تاریخ کی حالیہ صدیوں میں بالکل نہیں ملتی۔ شہید امیر المؤمنین نے زندگی حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر گزاری اور موت بھی اسلام کے تین خلفائے راشدین کی طرح شہادت کی نصیب ہوئی۔ امیر المؤمنین! ہمیں آپ کی شہادت پر فخر ہے۔ امت مسلمہ کی آنے والی نسلیں آپ کے کارناموں پر فخر کریں گی۔ ہم آپ کو اس مقدس مقام شہادت کی مبارک دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دست بہ دعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ راہِ اسلام میں آپ کی مشقتوں کو قبول فرمائیں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔

امامت کی اہمیت

مفتی ابوماریہ

فارغ التحصیل ہونے کے بعد کسی بھی عالم کی اہم مصروفیات میں سے ایک امامت ہے۔ فقہاء کے نزدیک امامت ایک بڑی دینی ذمہ داری ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: امامت کبریٰ اور امامت صغریٰ۔ ہم یہاں صرف امامت صغریٰ پر بات کریں گے۔

امامت صغریٰ! امامت صغریٰ پانچ اوقات میں لوگوں کو با جماعت نماز پڑھانے کا نام ہے۔

فضیلت:

- اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء اور رسول مبعوث فرمائے، انہیں امامت کبریٰ کے ساتھ امامت صغریٰ کی نعمت سے بھی نوازا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا۔ (سورۃ الانبیاء ۷۳) بہت سے مفسرین نے اس سے امامت صغریٰ اور کبریٰ دونوں مراد لی ہیں۔
- جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے لیے یہ ذمہ داری دو دن تک ادا کی تھی۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت سے لے کر رحلت تک امامت کبریٰ اور امامت صغریٰ کے منصب پر فائز رہے۔ یہاں تک کہ بہت سے علماء کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرض نماز بلا امامت ثابت نہیں ہے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد چاروں خلفائے راشدین امامت کبریٰ کے ساتھ امامت صغریٰ کی ذمہ داری بھی نبھاتے رہے۔
- امت میں امامت ہمیشہ نیک اور زاہد افراد کی ذمہ داری رہی ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں امامت کو عباد 'اللہ کے خاص بندوں' کی صفت قرار دیا ہے۔ واجعلنا للمتقین اماما۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امت کے آئمہ کے بارے میں فرماتے ہیں: اللھم ارشد الائمۃ۔ علمائے کرام لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اور مؤذن دونوں کو دعا دی ہے، لیکن باجماعت نماز پڑھانے والے امام کو ایسی دعا دی ہے کہ یہ اس کے دونوں جہانوں کے لیے کافی ہے۔
- مرقات میں لکھا ہے کہ امام کے پیچھے جتنے لوگ اقتداء کریں اور صحیح طریقے سے نماز ادا کریں، ان تمام افراد کی نمازوں کے ثواب میں امام کا حصہ ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک امام کے پیچھے سو افراد نماز پڑھیں تو اس امام کو ایک ہی وقت میں پچاس یا سو نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔
- نماز دین کی اساس ہے اور اسے باجماعت ادا کرنا اسلامی شعائر میں سے ہے۔ امام دین کی اساس قائم رکھتا ہے اور اسلامی شعائر کو زندہ رکھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد جس طرح نبوت کا باب بند ہوا اور کوئی نبی دنیا میں نہیں آئے گا، اس لیے دین کی تعلیم اور تبلیغ کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ ذمہ داری امت کے علماء کے سپرد کی ہے۔ اب انہی علماء کی ذمہ داری ہے کہ کس طرح اس دین کی حفاظت کرنی ہے اور کس طرح اسے لوگوں تک پہنچانا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اب تک علماء کو امامت صغریٰ کی نعمت سے نوازا ہے۔ اب یہ علماء کی ذمہ داری ہے کہ دین کو امامت صغریٰ کے ذریعے لوگوں تک پہنچائیں۔ ان کے ایمان کا تحفظ کریں اور ان کی اخلاقی اور تہذیبی تربیت پر بھرپور توجہ دیں۔

امامت امت کی اصلاح، ہدایت اور تربیت کے لیے بہت اہم منصب ہے، لیکن افسوس کا مقام ہے کہ لوگوں نے اسے صرف اقتصادی منصب بنا لیا ہے۔ امامت کا اصل مقصد اور ہدف پس پردہ چلا گیا ہے۔ دوسری جانب دشمنانِ اسلام نے ہر قسم کے وسائل استعمال کرتے ہوئے کئی اطراف سے مسلمانوں کے خلاف جارحیت کی ہے۔ خاص طور پر پروپیگنڈے کے میدان میڈیا کے ذریعے ہمارے نوجوانوں، بزرگوں اور بچوں کے اذہان میں وہ افکار ڈالنے میں کامیاب ہوئے ہیں، جس کی وجہ امت کا یہ طبقہ دین سے دوری اختیار کرنے پر مجبور ہوا ہے۔

یہ اللہ رب العزت کا احسان عظیم ہے کہ وہ دین کی حفاظت کی خاطر جس طرح جہادی محاذ کے لیے نوجوان پیدا فرماتے ہیں، اسی طرح علمائے حق کا منبر بھی خالی نہیں رہتا اور اللہ ہر زمانے میں علماء پیدا فرماتے ہیں۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد، دلرُبا شخصیت

ع عزیزی

مرحوم عالی قدر امیر المؤمنین رحمہ اللہ کو مَیں نے چار مرتبہ انتہائی قریب سے دیکھا۔ دو مرتبہ اس وقت، جب وہ قندھار سے لوگر کے دورے پر گئے تھے۔ یہ وہ وقت تھا، جب مجاہدین نے ابھی کابل فتح نہیں کیا تھا۔ مجاہدین کا خط اول چہار آسیاب کے سنگ نویشتی اور ریشخورو کے پہاڑوں اور چوٹیوں پر تھا۔ انہوں نے پہلا سفر لوگر اور چہار آسیاب کی فتح کے دو تین ماہ بعد غالباً1995 میں کیا تھا۔ دوسرا دورہ پہلے دورے کے چار یا پانچ ماہ بعد کیا تھا۔ دونوں دوروں کا مقصد میدان شہر کے خط اول کے کمانڈروں اور ذمہ داران سے گفتگو کرنا تھی، تاکہ کس طرح سے کابل شہر فتح کیا جائے ؟ اس وقت چوں کہ کوئی خاص مصروفیت نہیں تھی، اس لیے ہم لوگر کے صوبائی مرکز میں مقیم تھے۔ دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ہماری جو خدمت ہوتی، پوری خوشی سے ادا کرتے۔ ملا صاحب مرحوم کی آمد پر دونوں مرتبہ خدمت کی سعادت ہمیں نصیب ہوئی۔ اس کے علاوہ اللہ تعالی نے ہمیں ملا صاحب رحمہ اللہ کی زیارت، مصافحہ کرنے اور چند کلمات سننے کا موقع دو مرتبہ نصب فرمایا۔ ایک مرتبہ صوبائی گورنر کے مہمان خانے میں، اس دن مولانا حسن جان صاحب رحمہ اللہ بھی تشریف لائے تھے اور ملا صاحب نے ان سے ملاقات کی۔ دوسری مرتبہ ہر صوبے سے تین جید علمائے کرام کو مدعو کیا گیا تھا۔ مَیں صوبہ لوگر سے تین جید علمائے کرام کے ساتھ ان کی خدمت کے لیے ہمراہ ہوگیا۔ اس مجلس میں بھی ہم نے ملا صاحب کو انتہائی قریب سے دیکھا۔

جب ملا صاحب مرحوم پہلی مرتبہ لوگر آئے تو اس وقت یہاں ملا یار محمد شہید رحمہ اللہ گورنر تھے۔ دوسری مرتبہ جب تشریف لائے تو گورنر عبدالکبیر صاحب تھے۔ یہ تحریک کے ابتدائی دن تھے۔ پورے صوبہ لوگر میں دو یا تین گاڑیاں تھیں۔ یعنی خود گورنر کی بھی کوئی خاص گاڑی نہیں تھی۔ امیر المؤمنین نے جب واپس قندھار لوٹنے کا ارادہ کیا تو گورنر سے کہا کسی کو میرے ساتھ بھیجو۔ مَیں ایک گاڑی انہیں دیتا ہوں، وہ یہاں لے آئیں گے۔ گورنر صاحب نے مجھ سمیت مولوی امیر اللہ کو ملا صاحب کے ہمراہ قندھار بھیجا۔ ملا صاحب نے پانچ گھنٹے تک ہیلی کاپٹر کا انتظار کیا، جو قندھار سے انہیں لینے کے لیے آرہا تھا۔ مگر وہ ہیلی کاپٹر نہ آسکا، غالباً کسی تکنیکی خرابی کی وجہ سے ایسا ہوا تھا۔ بالآخر ملا صاحب نے بائی روڈ جانے کا ارادہ کیا۔ انہوں نے ملا رحمت اللہ شہید سے کہا کہ ’تم اپنی گاڑی دے دو ہم قندھار جائیں گے۔‘ ملا رحمت اللہ امیر المومنین رحمہ اللہ کے زمانہ طالب علمی کے بے تکلف دوست تھے۔ وہ بھی امیر المؤمنین سے خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا ’ہم اپنی گاڑی آپ کو نہیں دے سکتے، گاڑی آپ کو دیں گے تو ہم چہار آسیاب یعنی محاذ تک کیسے جائیں گے ؟‘ ملا صاحب نے بھی خوش طبعی میں کہا؛ ’جاؤ سڑک پر کرائے کی گاڑیاں بہت چلتی ہیں، اسی میں چلے جانا۔ کبھی کبھی اپنی جیب کا بھی نقصان کیا کرو۔ اسی وقت وہاں دوسرے کمانڈر بھی موجود تھے۔ جیسے ملاداد اللہ شہید، ملابورجان شہید، ملاعبدالرزاق، ملامشر شہید۔ سب نے ملا صاحب سے کہا، ہماری گاڑی لے لیں، مگر ملا صاحب نے ملا رحمت اللہ کی گاڑی ہی کو پسند فرمایا۔

> ملا صاحب کو حلال کھانے اور حرام سے بچنے کی فکر بہت ہوتی تھی۔ ہوٹل والے کو زائد رقم اسی لیے دی کہ کہیں کسی ساتھی نے کوئی چیز زیادہ نہ کھالی ہو۔ ضمناً یہ درس بھی دیا کہ کھانے پینے میں احتیاط سے کام لو۔ عام لوگوں کے مال اور حقوق کا خیال رکھو۔

بالآخر ہم لوگر سے تنگی وردگو کے راستے قندھار روانہ ہوئے۔ راستہ بھی بہت خراب تھا۔ دھول اور مٹی کا تو پوچھو ہی نہیں۔ لوگر کے ساتھی سے مَیں نے کہا ؛قندھار تک اسی دھول اور اڑتی مٹی سے مر جائیں گے۔ ملا صاحب کے دس بارہ محافظ بھی ساتھ تھے۔ تنگی کے درے سے نکلے تو دونوں گاڑیاں رک گئیں۔ گاڑی کی پچھلی سیٹوں سے دو مجاہد اترے اور ہمیں کہا کہ اب تم دونوں سیٹوں پر بیٹھ جاؤ، ہم یہاں ڈالے میں بیٹھیں گے۔ ہم نے کہا نہیں رہنے دیں، ہم یہیں پر بیٹھے ہیں کوئی

بات نہیں۔ ملا صاحب خود باہر آئے اور کہا بھائی! اب اندر بیٹھنے کی تم دونوں کی باری ہے۔ یوں باری باری سب اندر اور باہر بیٹھیں گے، ورنہ قندھار تک ان جمپوں، کھائیوں اور دھول سے سب بیمار پڑ جائیں گے۔ ملا صاحب کے حکم کی تعمیل میں ہم اندر بیٹھ گیا۔ لوگر کے ساتھی نے کہا بندہ انصاف والا ہے، وگرنہ پیچھے ڈالے میں تو جیتے جی مر جاتے۔ کچھ مزید سفر طے ہوا تو 'وردگ سالار' کے علاقے پہنچے۔ ملا صاحب کے کسی ساتھی نے آواز دی کہ اس ہوٹل میں دوپہر کا کھانا کھائیں گے۔ ملا صاحب نے کہا ٹھیک ہے۔ پہلے ظہر کی نماز ادا کی اور پھر ہوٹل میں گئے۔ کھانے سے فارغ ہوئے تو ہمارا بل تقریباً ستر یا پچھتر ہزار افغانی بنا۔ (واضح رہے اس وقت ایک ہزار افغانی کی قیمت ایک پاکستانی روپیہ کے برابر تھی) ملا صاحب نے کہا پانچ ہزار افغانی (پانچ روپے) زیادہ دے دو۔ مَیں نے وہاں ہوٹل والے کے قریب ہو کر پوچھا؛ یہ جس نے کہا پانچ ہزار افغانی زیادہ دے دو، یہ بندہ کون ہے جانتے ہو؟ ہوٹل والے نے اپنے لوگری لہجے میں کہا 'مَیں کیا جانتا ہوں۔ ہوگا مجاہدین کا کوئی کمانڈر۔ اللہ عزت دے، یہ مجاہدین بہت اچھے لوگ ہیں۔ یہاں آتے رہتے ہیں۔ کھانا کھاتے ہیں اور بل بھی ادا کرتے ہیں۔ پہلے تو تنظیموں کے کمانڈر آتے تھے، کھانا مفت کھا کر جاتے اور گالیاں بھی دیتے تھے۔'

یہاں سے روانہ ہو کر کچھ دیر چلے تھے کہ قندھار کی جانب سے ہیلی کاپٹر آگیا ہیلی کاپٹر لوگر تک گیا۔ وہاں اسے بتایا گیا کہ وہ لوگ زمینی راستے سے نکل گئے ہیں۔ ہیلی کاپٹر وہاں سے واپس روانہ ہوا اور کچھ دیر میں ہمارے سروں پر سے گزرا۔ اس وقت ہم بھی غزنی شہر پہنچ رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر غزنی کے ہوائی اڈے کی جانب مڑا اور وہیں ہمارا انتظار کرنے لگا۔ ہم بھی پہنچ کر ہیلی کاپٹر میں بیٹھ گئے۔ سورج غروب ہونے والا تھا۔ ملا صاحب مرحوم نے پائلٹ کو کہا کہ ہیلی کاپٹر کہیں اتارو، تاکہ مغرب کی نماز ادا کریں گے۔ ہیلی کاپٹر زابل کے ضلع شہر صفا میں دریا کنارے اتارا گیا۔ ہم نے نماز ملا صاحب کی امامت میں ادا کی۔ سنتوں اور دعا کے بعد ملا صاحب نے ساتھیوں کو نصیحتیں بھی کیں۔ چند نکات اب بھی مجھے یاد ہیں۔ ملا صاحب نے کہا؛ 'اللہ کی مدد و نصرت دیکھو کہ اب اس زمین کا اختیار آپ کے ہاتھ میں ہے۔ فساق و فجار مجاہدین کے ہاتھوں ختم ہوگئے۔ (یہ چوں کہ تحریک کے ابتدائی ایام تھے، اس لیے فرمایا) کسی نے تصور نہ کیا ہوگا کہ کسی وقت مجاہدین بھی ہیلی کاپٹر میں سفر کریں گے اور نماز کا وقت آئے گا تو اپنی مرضی سے نماز ادا کریں گے۔ دیکھو یہ شکر اور آزمائش کا مقام ہے۔ تکبر کبھی نہ کرو اور اللہ تعالی کے شعائر کا احترام کرو۔ اللہ کے مخلوق سے زیادتی نہ کرو۔ پھر ہیلی کاپٹر میں بیٹھے۔ عشاء کی اذانیں ہوئی ہوں گی، جب ہم قندھار ائیر پورٹ پر اترے۔

امارت اسلامیہ کے سابق زعیم محترم منصور صاحب رحمہ اللہ اس وقت ہوائی اڈوں کے سربراہ تھے۔ انہوں نے ملا صاحب کا استقبال کیا۔ ملا صاحب نے کہا؛ مَیں قندھار شہر جانا چاہتا ہوں۔ میرے ساتھ دو مہمان ہیں، جو لوگر کے گورنر کے ساتھی ہیں۔ ان کی مرضی ہے کہ یہیں ائیر پورٹ پر رات گزاریں یا میرے ساتھ قندھار شہر جائیں۔ منصور صاحب نے کہا کہ یہیں رہ جائیں، صبح ہم انہیں آپ کے پاس پہنچا دیں گے۔ بہت اچھی رات گزری۔ صبح محترم منصور صاحب کی ہدایت پر ائیر پورٹ کی فلائنگ کوچ میں ملا صاحب کے کام کی جگہ پر پہنچے۔ دس پندرہ منٹ میں ملا صاحب نے تحریری حکم بھیجا، جس میں دفتر انحصارات کو لکھا گیا تھا:

ملا رحمت اللہ امیر المومنین رحمہ اللہ کے زمانہ طالب علمی کے بے تکلف دوست تھے۔ وہ بھی امیر المؤمنین سے خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا 'ہم اپنی گاڑی آپ کو نہیں دے سکتے، گاڑی آپ کو دیں گے تو ہم چہار آسیاب یعنی محاذ تک کیسے جائیں گے؟' ملا صاحب نے بھی خوش طبعی میں کہا؛ 'جاؤ سڑک پر کرائے کی گاڑیاں بہت چلتی ہیں، اسی میں چلے جانا۔ کبھی کبھی اپنی جیب کا بھی نقصان کیا کرو۔ اسی وقت وہاں دوسرے کمانڈر بھی موجود تھے۔ جیسے ملاداد اللہ شہید، ملابورجان شہید، ملاعبدالرزاق، ملامشر شہید۔ سب نے ملا صاحب سے کہا، ہماری گاڑی لے لیں، مگر ملا صاحب نے ملا رحمت اللہ کی گاڑی ہی کو پسند فرمایا۔

'محترم حاجی آکا کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

لوگر کے گورنر کے لیے ایک اچھی سی فور ایکس فور گاڑی دے دو۔'

ذیل میں ملا صاحب کے دستخط تھے۔

جب ہم دفتر انحصارات پہنچے تو وہاں بہت سی گاڑیاں تھیں۔ ان میں سے ایک ہمیں دے دی۔ مناسب جیب خرچ بھی دیا۔ یاد نہیں کہ کتنا تھا۔

مَیں نے سارے راستے مرحوم ملا صاحب کی ایک ایک حرکت کو بہت غور سے دیکھا اور نوٹ کیا۔ میرے سامنے تین باتیں بہت واضح ہوئیں۔ پہلی یہ کہ ملا صاحب انتہائی نرم مزاج، حلیم اور ترحم کے ایک بڑے خزانے کے مالک تھے۔ اپنے ساتھیوں سے بہت نرمی سے پیش آتے۔ خود کو ایسے سمجھتے کہ جیسے ان بارہ آدمیوں میں سے یہ خود بھی ہوں۔ یعنی کسی قسم کا کوئی امتیاز اور فرق اپنے لیے پسند نہ فرماتے۔ ساتھیوں کی جیسی مرضی ہوتی، ویسے ان کی بات تسلیم کر لیتے۔ کسی قسم کا تکلف یا پابندی نہیں تھی کہ مثلاً اگر مَیں یہ بات کہوں تو ایسا نہ ہو کہ ملا صاحب کو یہ بات بری لگے۔ لوگر سے نکلے نہیں تھے کہ ساتھیوں نے کہا یہ بہت اچھی جگہ ہے تھوڑی دیر سیر کرنی چاہیے۔ ملا صاحب نے کہا ٹھیک ہے۔ سب اتر گئے۔ ساتھیوں نے ایک دوسرے کے ساتھ کشتی لڑی، پھر وزن پھینکنے کا مقابلہ ہوا۔ اس مقابلہ میں ملا صاحب نے بھی حصہ لیا۔

دوسری بات یہ کہ ملا صاحب کو حلال کھانے اور حرام سے بچنے کی فکر بہت ہوتی تھی۔ ہوٹل والے کو زائد رقم اسی لیے دی کہ کہیں کسی ساتھی نے کوئی چیز زیادہ نہ کھالی ہو۔ ضمناً یہ درس بھی دیا کہ کھانے پینے میں احتیاط سے کام لو۔ عام لوگوں کے مال اور حقوق کا خیال رکھو۔

تیسری بات یہ کہ سفر کے دوران ہم پر زیادہ شفقت فرما رہے تھے اور گاڑی کے ڈالے سے سیٹ پر بٹھایا اور بار بار ہم سے بات چیت کرتے۔ ہم سے بار بار کہتے کہیں پریشان نہ ہو جاؤ، تاکہ ہم یہ نہ سوچنے لگیں کہ ملا صاحب صرف اپنے ساتھیوں سے محبت رکھتے ہیں اور صرف انہیں کا خیال رکھتے ہیں۔ پھر قندھار ہوائی اڈے پر اس وقت تک ہم سے الگ نہ ہوئے، جب تک ہماری رائے معلوم نہیں کی کہ رات ائیرپورٹ پر گزاریں گے یا قندھار شہر جائیں گے۔ اس تیسرے نکتے کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ملا صاحب کا مزاج کیا تھا۔ کیوں کہ عمومی تاثر یہ ہے کہ ملا صاحب کسی سے زیادہ نہیں بولتے تھے اور کھلی طبعیت والے نہیں تھے، مگر حقیقت اس کے برعکس تھی۔

یہ ایک مختصر یادداشت تھی، جو بہت عرصہ تک میرے ذہن میں تھی کہ لکھوں گا اور ملا صاحب کی ہمیشہ تازہ رہنے والی یادوں میں درج کروں گا۔ بہت زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ درج بالا سطور لکھنے کا مقصد ایک یہ بھی تھا کہ دیگر ساتھی اور رہنما بھی ملا صاحب کے کارنامے، ان کے تاریخی مجالس اور یادیں تحریر کریں۔ ہم تو چھوٹے لوگ ہیں۔ وہ رہنما اور ساتھی، جنہوں نے ملا صاحب کو بہت دیکھا ہے۔ ان سے براہ راست ہدایات لی ہیں اور اہم واقعات کا علم ہے، انہیں ضرور لکھیں۔ وقت گزرنے سے یہ چیزیں ذہن سے نکل جاتی ہیں اور ہر وقت حالات بھی مساعد نہیں رہتے۔ انہیں یادوں سے پھر ایک منظم تاریخ لکھی جاسکتی ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ مرحوم ملا صاحب کے تمام کارنامے، جہاد، تکالیف اور بہادری اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ اس کے عوض میں جنت الفردوس کا اعلی مقام عطا فرمائے۔ ان کے ہاتھوں قائم ہونے والی امارت اسلامیہ کی بنیادیں مزید مضبوط فرمائے اور نئے سربراہ محترم ہیبت اللہ صاحب کی عمر، فکر اور عزم میں مزید برکتیں ڈال دے۔ آمین یارب العالمین۔

❀ ❀ ❀

دشمن کی توقعات کے خلاف متحد امارت

امارت اسلامیہ کے امیر ملا اختر محمد منصور شہید تقبلہ اللہ کی شہادت کے المناک واقعہ کے بعد رہبری شوری (سپریم کونسل) نے متفقہ طور پر شیخ الحدیث و التفسیر مولوی ہیبت اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ کو نیا امیر منتخب کیا ہے۔ دشمن یہ خواب دیکھ رہا تھا کہ امارت اسلامیہ کے امیر ملا اختر محمد منصور شہید تقبلہ اللہ کے بعد امارت اسلامیہ کی رہبری شوری کے ارکان نئے امیر کے انتخاب پر متفق نہیں ہو سکتے، لیکن قیادت کی اخلاص، منصوبہ بندی اور بروقت فیصلے نے دشمن کے تمام منصوبے ناکام، توقعات اور امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ بے وقوف دشمن کا خیال تھا کہ امیر المؤمنین کی شہادت کے بعد امارت اسلامیہ کی صفوں میں کھل کر اختلافات سامنے آئیں گے اور یوں دشمن اپنے اصل ہدف تک پہنچنے کے قابل ہو جائے گا، لیکن امارت اسلامیہ کی قیادت نے عملی طور پر یہ ثابت کر دیا کہ وہ متحد تھے اور متحد رہیں گے۔ دشمن کا یہ خواب کبھی بھی پورا نہیں ہو گا۔

امارت اسلامیہ کی تنظیمی ساخت اور تشکیل دیگر تنظیموں اور تحریکوں سے یکسر مختلف اور علیحدہ ہے۔ امارت اسلامیہ کے رہنماؤں کی موت اور شہادت سے امارت میں اختلاف پیدا ہوگا اور نہ ہی تقسیم کا کوئی تصور سامنے آئے گا، بلکہ مجاہدین کے جذبے میں اضافہ ہو گا۔ ان کے اتحاد اور بھائی چارے کی فضا پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ کیوں کہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین ایک نظریے کے تحت ایک مقدس مشن کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ مجاہدین ایک عقیدے کی بنیاد پر اسلامی نظام کے نفاذ اور خطے کی خود مختاری کے حصول کے لیے مقدس جہاد میں مصروف عمل ہیں۔ وہ اپنے خون سے دینِ اسلام کے گلشن کی آبیاری کر رہے ہیں۔ اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ اس لیے دنیا کی کوئی قوت انہیں شکست نہیں دے سکتی اور نہ ہی ان میں اختلاف پیدا کرنے کی سازش کا منصوبہ کامیاب ہو سکتا ہے۔

امارت اسلامیہ کے سامنے مراعات اور مفادات کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ امارت اسلامیہ اللہ کی رضا کے حصول، اعلائے کلمۃ اللہ اور مسلمانوں کی امنگوں کو پورا کرنے کا محاذ ہے۔ امارت اسلامیہ یوم تاسیس سے لے کر اب تک شہداء کا ایک بڑا قافلہ ہے۔ مستقبل میں بھی اسی راستے پر گامزن رہنے اور قربانی دینے کا سلسلہ جاری رہے گا۔ یہ کاروان اپنے اسلاف کے نقش قدم پر جرأت کے ساتھ چلتے ہوئے ایک دن اپنی منزل مقصود پر ضرور پہنچیں گا۔ امارت اسلامیہ کو اپنے ہدف تک پہنچنے کے لیے گہرے زخموں، سخت حالات، قیدوبند کے مصائب، دھمکیوں، زمان و مکان کی مشکلات اور موت سے کوئی خوف نہیں ہے۔ شہادت ہماری جدوجہد کا لازمی جزو ہے۔ تاریخ نے ثابت کیا ہے کہ شہادت ہمارے لیے منزل مقصود تک پہنچنے کا اہم ذریعہ ہے۔ امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور شہید کی شہادت ہماری پہلی قربانی ہے اور نہ ہی یہ آخری قربانی ہو گی، بلکہ قربانیوں کا یہ سلسلہ جاری ہے اور رہے گا۔

دشمن نے بہت کوشش کی، جب کہ میڈیا اور مبصرین نے بھی کچھ ایسے تجزیے پیش کیے کہ ملا اختر محمد منصور کی شہادت کے بعد امارت اسلامیہ کی رہبری شوری کے ارکان ایک متفقہ امیر کے انتخاب پر متفق نہیں ہو سکیں گے، لیکن مخلص قیادت نے دشمن کے یہ تمام حربے اور تجزیے ناکام ثابت کر کے شیخ الحدیث اور جید عالم دین حضرت مولانا ہیبت اللہ اخندزادہ کو امارت اسلامیہ کا نیا امیر منتخب کیا ہے اور دشمن کے پروپیگنڈوں اور جاسوسی اداروں کی کوششوں کو ناکام بنا دیا ہے۔ امارت اسلامیہ نے ملا منصور شہید کی شہادت کے بعد نئے امیر کے انتخاب سے دشمن پر واضح کر دیا کہ امارت دشوار حالات سے گزر چکی ہے۔ ہر قسم کے حالات کا جوان مردی اور صبر سے مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ شہادت اور قیدوبند کی صعوبتیں ہماری راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتیں۔ نہ ہی ان مشکلات سے ہمارے اصولی مؤقف میں کوئی تبدیلی آئے گی، بلکہ امارت اسلامیہ کی یہ مقدس جدوجہد جاری رہے گی۔

❁ ❁ ❁

جس سے طاغوت خوفزدہ تھا

حقمل ضیا

جو مسلمان اسلام کے بنیادی اصولوں کے مطابق اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کے ذریعے مظلوم مسلمانوں کے تحفظ، استعماری قوتوں سے اسلامی خطوں کی آزادی، امت مسلمہ کی وحدت اوراسلامی نظام اور خلافت کے قیام کے لیے کوشاں رہتاہے، اسے امریکا اور نیٹو کی جانب سے دہشت گرد، انتہاپسند، امن کے لیے خطرناک اور شرپسند قرار دے کر قتل کیا جاتا ہے۔

ان اوصاف کے حامل مخلص مسلمانوں اور مجاہدین میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں، جو مسلمانوں کے اتحاد کی عملی جدوجہد کرتے ہیں۔ وہ تحریکوں کے سپہ سالار ہوتے ہیں۔ وہ حریت پسند مسلمانوں کی سوچ کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔ وہ مسلمانوں میں آزادی اور خودمختاری کی سوچ اجاگر کرتے ہیں۔ مسلم نوجوانوں میں شعور پیدا کرتے ہیں۔ اس لیے وہ سب سے پہلے دشمن کاہدف بنتے ہیں۔ امیرالمؤمنین ملا اختر محمد منصور شہید رحمہ اللہ بھی اسلام دشمن قوتوں کاہدف تھے۔

موجودہ دور کے سب سے بڑے طاغوت امریکا اور مختلف ایجنسیوں کے حکام نے انہیں اپنے مذموم مقاصد میں رکاوٹ سمجھ کر شہید کرنے کا منصوبہ بنایا اور راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کیا۔ منصور شہید نے اخلاص، ایمانداری اور دانشمندانہ قیادت کی بدولت مختصر وقت میں تمام چیلنجوں اور مشکلات کے باجود امارت اسلامیہ کو منظم اور فعال کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے اللہ تعالی کی مدد سے مشکلات کا مقابلہ کیا اور کٹھن حالات میں امارت اسلامیہ کو منظم کیا۔ انہوں نے تمام مخلص مسلمانوں اور مجاہدین کو باہم قریب کر دیا۔ امارت اسلامیہ کی صفوں کو متحد اور منظم کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ جنگ کے محاذ پر مجاہدین کے حوصلے بلند کرکے مسلسل فتوحات کے لیے راہ ہموار کی۔ وہ آخرکارامارت اسلامیہ کو اندرونی اور بیرونی مسائل کی دلدل سے نکالنے میں کامیاب رہے۔ اس لیے اسلام دشمن عناصر کے لیے وہ ناقابل برداشت ہوگئے اورانہیں شہید کر دیا۔

> **منصور شہید نے اخلاص، ایمانداری اور دانشمندانہ قیادت کی بدولت مختصر وقت میں تمام چیلنجوں اور مشکلات کے باجود امارت اسلامیہ کو منظم اور فعال کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے اللہ تعالی کی مدد سے مشکلات کا مقابلہ کیا اور کٹھن حالات میں امارت اسلامیہ کو منظم کیا**

لیکن اسلام دشمن عناصر سن لیں کہ ایسے بزدلانہ اقدامات سے مسلمان کمزور نہیں ہوں گے۔ ہمارا اتحاد برقرار رہے گا۔ ہم اپنے مقدس مشن پر ثابت قدم رہیں گے اور اللہ کی راہ میں قربانیاں دیتے رہیں گے۔ ہم ڈرنے والے نہیں، ہم ڈرانے والے ہیں۔ ہماری تاریخ قربانیوں سے بھری پڑی ہے۔ یہ نظریاتی قافلہ ہے۔ یہ قافلہ شخصیات کے بجائے عقیدے کی بنیاد پر چلتا ہے۔

امیرالمؤمنین کی شہادت ہمارے لیے عظیم نقصان، انتہائی افسوسناک واقعہ اور المناک سانحہ ہے، لیکن دوسری طرف اس کے مثبت اور دیرپا اثرات مرتب ہوں گے۔ اتحاد مزید مستحکم ہوگا۔ مزاحمت میں تیزی آئے گی۔ مجاہدین کے جذبے اور ولولے میں اضافہ ہوگا۔ اللہ تعالی امیرالمؤمنین ملا اختر محمد منصور شہید کے درجات بلند اور ان کی شہادت قبول فرمائے۔ ان کے اہل خانہ، مجاہدین اور تمام مسلمانوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ امارت سلامیہ کی نئی قیادت کو اسلام اور مسلمانوں کی خدمت اور ہمیں ان کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہوش سنبھال کے

خالد افغان زوی

مجاہدین نے کابل انتظامیہ کے حساس ترین مرکز پر حملہ کیا۔ انٹیلی جنس کے دفتر پر ایک ہلاکت خیز حملے نے سب کچھ تباہ کر دیا۔ ہلاک ہونے والے خاد کے کارندوں کی تعداد اب تک مکمل نہیں ہوئی۔ ہلاک ہونے والوں میں اکثریت اعلی عہدے داروں کے محافظوں کی تھی۔ اسی لیے انتظامیہ کو پاگل پن کے دورے پڑنے لگے ہیں۔ ریڈیو آن کرو یا ٹی وی یا فیس بک پر جھانک کر دیکھ لیں، مغرب کے حکومتی غلام غصے سے پاگل ہوئے جا رہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے باقی ماندہ مجاہد قیدیوں کو پھانسی دی جائے۔ کوئی کہتا ہے مجاہدین کے خاندانوں کو ملک بدر کیا جائے اور ان کے املاک پر قبضہ کیا جائے۔

گھر سے بھاگے ہوئے ایک ازبکی نے کہا کہ "مجاہدین پر ایک بار پھر دشت لیلی کی تاریخ زندہ کی جائے۔ سب کو گروپ در گروپ زندہ مٹی میں دبا دیا جائے۔" کوئی ان بے خبروں کو بتائے کہ اب وہ دور نہیں رہا، جب تم مجاہدین کے خاتمے کا خواب دیکھتے تھے۔ امارت اسلامیہ اب وہ چھوٹی سی جماعت نہیں رہی، جو کبھی سیاسی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔ یہ بے خبر لوگ جان لیں کہ امارت اسلامیہ کی 'حکومت' وہی بیس سال پرانی 'تحریک' نہیں ہے، جو ملک کے جنوبی علاقوں میں بھی اجنبی سمجھی جاتی تھی۔

یہ تحریک گزشتہ 14 سالوں میں مغربی کفر کے مقابلے کے لیے اکیلی نکلی تھی تو انہیں عوام کی ایسی حمایت ملی کہ ماضی میں افغانستان کی کسی سیاسی جماعت یا گروپ کو نہیں ملی۔ جنرل دوستم کے آبائی گاؤں خواجہ دوکو میں مجاہدین کا کانوائے گشت کرتا ہے۔ احمد شاہ مسعود کے جائے مدفن پنج شیر کا 'عبداللہ خیلو' درہ فتح ہونے کو ہے۔ مجاہدین بدخشان کے مرکز فیض آباد کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ صلاح الدین ربانی اپنی زادگاہ تک نہیں جا سکے۔

جنرل داؤد اور مطلب بیگ کے تخار میں امارت کے کمانڈر مولوی محسن کا راج چلتا ہے۔ یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ آج کا مجاہد وہ جنوب تک محدود رہنے والا 'طالب' نہیں رہا۔

بے خبروں کا یہ کارواں جان لے کہ افغانستان کے شمال میں جوزجان، سرپل، فاریاب اور مزار میں ابھی حال ہی میں ازبک قوم امارت اسلامیہ کی حمایت کے لیے پر تول رہی ہے۔ ترکمن امارت اسلامیہ کے جھنڈے تلے ایسے دینی و قومی جذبے سے اٹھے ہیں کہ کاغذی شیر دوستم کو بار بار اپنے علاقے سے بھاگنا پڑ رہا ہے۔ بے خبروں کو جان لینا چاہیے کہ افغانستان کے شمال مشرق میں بدخشان، پنجشیر اور تخار میں تاجک عوام نے امارت اسلامیہ کے لیے اپنی بانہیں کھول دی ہیں۔ اللہ تعالی نے مغربی غلاموں کی ساری کوششیں خاک میں ملا دی ہیں۔

افغانستان کے شمال میں امارت اسلامیہ کے 'عمری آپریشن' سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس بار مجاہدین جنوب سے شمال پر حملہ کرنے پر مجبور نہیں ہوں گے، بلکہ ہر صوبے میں مقامی عوام کی مدد سے جارحیت پسندوں کا مقابلہ کریں گے۔ اس لیے اس بار اگر دشت لیلی کا واقعہ دہرایا گیا تو وہ مغرب کے غلاموں پر دہرایا جائے گا۔ اس بار اگر حیرتان میں کوئی زندہ دبایا گیا تو وہ جمہوریے ہوں گے، جو فرار کا راستہ نہ پانے کی وجہ سے کولاب کی جانب بھاگ رہے ہوں گے۔

ہم کہہ سکتے ہیں اس بار عوام اتحاد اور یکجہتی کا راز جان چکے ہیں اور پوری قوم ایک پرچم تلے متحد ہوگئی ہے۔ جو مل کر دین اور وطن کے غداروں سے انتقام لیں گے۔

❀ ❀ ❀

جنگی جرائم امریکی پروفیسر کی نظر میں

موسیٰ فرہاد

ستاون سالہ پروفیسر 'Kevin Beret' سفید فام امریکی شہری ہے۔ وہ میڈیسون میں مقیم ہیں۔ وہ سان فرانسسکو اور میڈیسون کی معروف یونیورسٹیز میں کامیاب استاد اور لیکچرر رہ چکے ہیں۔ آپ مغربی دنیا میں کھری اور حق بات کہنے میں زیادہ شہرت رکھتے ہیں، لیکن آپ اس وقت لوگوں کی زیادہ توجہ کا مرکز بنے، جب آپ نے (Truth Jihad) نامی ایک کتاب لکھی۔ کیون بیرٹ ہمیشہ ایسے موضوعات پر لیکچر دیتے ہیں کہ مغرب دنیائے اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ زیادتیوں میں کیوں ملوث ہے؟ کچھ عرصہ قبل انہوں نے اُس جج کے نام ایک کھلا خط تحریر کیا، جس نے القاعدہ کے ساتھ تعلق کے الزام میں گرفتار ایک 30 سالہ مصری شہری طارق مہنا کو 17 سال قید کی سزا سنائی تھی۔ کیون برٹ نے اس خط میں جج کو کھری کھری سنانے کے بعد افغانستان کے بارے میں کئی انکشافات کیے ہیں۔ وہ 'جارج اوٹول' نامی جج امریکا میں ایک متعصب اور ظالم جج کے نام سے مشہور ہے۔ وہ اُن لوگوں کو معمولی جرم میں عمرقید اور موت کی سزا سناتا ہے، جسے دہشت گردی کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہو۔ طارق مہنا کو صرف اس جرم کی پاداش میں 17 سال قید کی سزا سنائی کہ انہوں نے القاعدہ سے منسوب ایک کتاب کا عربی سے انگریزی میں ترجمہ کیا تھا۔ ہم پروفیسر کیون برٹ کے خط کے کچھ نکات نقل کر رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔ پروفیسر کیون برٹ لکھتے ہیں:

''محترم جارج اوٹول!

جس شخص (طارق مہنا) کو آپ نے مجرم سمجھ کر سزا سنائی ہے، میری خواہش ہے کہ آئندہ عام انتخابات میں میرا ووٹ اسی کے نام کاسٹ ہو۔

آپ سے میری یہ گزارش ہے کہ جس جرم میں آپ نے اسے سزا سنائی ہے، مجھے بھی فوراً وہی سزا دی جائے۔ مَیں علی الاعلان یہ کہتا ہوں کہ وہ مجرم نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنے حق کے لیے آواز بلند کی تھی۔ مَیں ان تمام باتوں کی ذمہ داری لیتا ہوں، جن کی بنا پر آپ نے اسے مجرم قرار دیا ہے۔ مَیں ان تمام باتوں سے اتفاق کرتا ہوں۔

طارق مہنا نے جس کتاب کا ترجمہ کیا ہے، وہ کوئی جرم نہیں ہے۔ انہوں نے تو صرف لوگوں سے یہ اپیل کی ہے کہ 'اُن جنگی مجرموں کے خلاف کلمہ حق بلند کریں، جنہوں نے ان کی سرزمین پر بلاوجہ جارحیت کرکے ان کی آزادی سلب کرلی ہے۔'

لہٰذا اگر آپ مجھے اجازت دیں کہ مَیں آپ کے سامنے برملا اعتراف کروں تو مَیں نہ صرف اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں میں سے ہوں، بلکہ مَیں دنیا کی تمام اقوام سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ جنگی مجرموں کے خلاف سربکف ہوکر میدان میں نکل آئیں۔ مَیں خاص طور پر افغانستان کے ہر اس شخص سے پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ ان جنگی مجرمین کے خلاف مسلح جدوجہد شروع کریں، جنہوں ان کی سرزمین پر جارحیت کی ہے یا جارحیت پسندوں کا ساتھ دیا ہے۔ ہر ممکن ذریعہ استعمال کرتے ہوئے ان جنگی مجرموں کو

یہ پروفیسر ڈاکٹر کیون برٹ کے طویل خط کے چند نکات تھے، جو نقل کیے گئے ہیں۔ کیون برٹ نے بین الاقوامی تعلقات میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ وہ افغانستان پر امریکی جارحیت کو غیر قانونی اور جنگی جرم قرار دیتے ہیں کہ جارحیت کرنے والے بڑے مجرم اور ان کا ساتھ دینے والے بدترین جنگی مجرم ہیں۔

گرفتار کیا جائے اور گرفتاری ممکن نہیں تو ان کے قتلِ عام کے لیے کسی بھی قسم کے دستیاب اسلحے کے استعمال سے گریز نہ کیا جائے، تاکہ ان کی سرزمین پر جارحیت کرنے والے اور ان کی آزادی سلب کرنے والوں کو ملک سے فرار پر مجبور کیا جاسکے۔ میرا مشورہ ان تمام لوگوں کے لیے ہے، جن کی سرزمین اور حقوق پر دوسرے ڈاکا ڈالیں۔ اگر امریکا پر بھی کوئی دوسرا ملک حملہ کرے تو مَیں امریکی عوام کو بھی یہی مشورہ دیتا ہوں اور خود بھی اسی پر کاربند رہ کر قابضین کے خلاف لڑوں گا۔

جارج اوٹول صاحب!

حقیقت یہ ہے کہ امریکا پر پہلے ہی سے یہودیوں کا قبضہ ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ امریکی عوام پہلے ہی سے اسلحہ اٹھا کر یہودیوں سے آزادی حاصل کر لیتے۔

جناب جج صاحب!

اس سزا سے آپ نے امریکی قانون کی صریح خلاف ورزی کی ہے، جو سزا آپ نے طارق مہنا کو سنائی ہے، مجھے یقین ہے وہ اس کتاب کے ترجمے کی نہیں، بلکہ یہ سزا اُن کے سفر شام کی وجہ سے سنائی گئی ہے۔ کیوں کہ انہوں نے مسلمانوں کی حالتِ زار کا بذاتِ خود مشاہدہ کیا تھا۔

جج صاحب!

آپ جانتے ہیں مَیں نے اس مقصد کے لیے کئی اسلامی ممالک کا دورہ کیا ہے۔ مراکش، گوئٹے مالا، کینیڈا، فرانس، ترکی سمیت کئی ممالک میں لوگوں کی زندگیوں کا مطالعہ میرا جنون ہے کہ وہ اپنے حقوقِ آزادی سے محروم رہ کر کس طرح زندگی بسر کرتے ہیں؟ مَیں جس ملک میں گیا ہوں اور وہاں لوگوں سے میری ملاقات ہوئی ہے، ان لوگوں کو مَیں نے واضح طور بتا دیا ہے کہ بین الاقوامی قوانین کے مطابق غیروں کی جارحیت کے شکار ممالک کے لوگوں کا اپنی آزادی کے لیے لڑنا نہ صرف قانونی، بلکہ ان کے لیے جارحیت کے مقابلے میں ہتھیار اٹھانا فرض ہے۔ یہ بات مَیں نے ترکی میں لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے بھی کہی، جہاں مَیں گزشتہ موسم گرما میں گیا تھا۔ اس کانفرنس میں وہ ترک افسر بھی موجود تھا، جو امریکا کی ایف بی آئی کے ڈائریکٹر رہ چکا تھا۔ یہی بات بین الاقوامی قانون میں بھی موجود ہے کہ ایک آزاد ملک پر جارحیت بدترین جنگی جرم ہے اور اس کا مقابلہ کرنا عین قانون کی پاس داری ہے۔

جناب جج صاحب!

اگر حقیقت کو دیکھا جائے تو طارق مہنا مجرم نہیں ہے۔ انہوں نے بین الاقوامی قوانین کے مطابق قدم اٹھایا ہے۔ ظلم کے خلاف آواز بلند کی ہے اور لوگوں کو حقوق اور آزادی کا دفاع کرنے کے لیے کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ مجرم در اصل آپ خود ہیں۔ آپ نے ایک بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ آپ نے ایک مظلوم شخص کو مجرم قرار دے کر ظالموں کا ساتھ دیا ہے۔ مَیں ایک مرتبہ پھر کہتا ہوں کہ دوسرے ممالک پر جارحیت کرنا ایک بڑا اور سنگین جنگی جرم ہے۔"

یہ پروفیسر ڈاکٹر کیون برٹ کے طویل خط کے چند نکات تھے، جو نقل کیے گئے ہیں۔ کیون برٹ نے بین الاقوامی تعلقات میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ وہ افغانستان پر امریکی جارحیت کو غیر قانونی اور جنگی جرم قرار دیتے ہیں کہ جارحیت کرنے والے بڑے مجرم اور ان کا ساتھ دینے والے بدترین جنگی مجرم ہیں۔ ان جارحیت پسندوں کے خلاف ہر قسم کے ممکنہ وسائل استعمال کرنا مظلوم عوام کا قانونی حق ہے۔ یہ نہ صرف ان کا حق ہے، بلکہ ان کی اشد ضرورت بھی ہے کہ اپنے علاقے سے جارحیت پسندوں کا خاتمہ کرنے کے لیے خواب خرگوش سے بیدار ہو جائیں۔

❋ ❋ ❋

شہید قائد کی چند خصوصیات

بت شکن

اسلامی تاریخ میں بڑی تعداد میں امت مسلمہ کے خلفاء یا ان کے اسلامی بادشاہوں کی شہادتوں کے باب نظر آئیں گے، جنہوں نے اپنی امارت یا خلافت کو تعیش اور ہوس کے لیے نہیں، بلکہ ایک خدائی امانت کے طور پر لیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے اپنی امارت یا خلافت میں جہادی اور دعوتی طریقہ کار اختیار کیا تھا۔ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھیں یا حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو یا ان جیسے دیگر حضرات حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ جیسے حضرات کو دیکھتے ہیں۔ عادل اور متبع السنۃ خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جیسی شخصیت کو دیکھتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو اپنے ایک غلام کے ہاتھوں زہر دے کر شہید کیا گیا۔ جن اسلامی حکمرانوں اور خلفاء نے شریعت کے نفاذ کا قدم اٹھایا تھا اور کفار کے خلاف جہاد کا راستہ اختیار کیا تو ان میں سے اکثر کو یہود و نصاریٰ کی جانب سے شہید کیا گیا۔ ماضی قریب میں فلسطین کی حماس یا انتفاضہ کی جہادی تحریک کے رہنما شیخ احمد یاسین سے لے کر آخری رہنما تک سب اسرائیلی حملوں میں پے در پے شہید کیے گئے اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔

امارت اسلامیہ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل رہی ہے۔ اُنہی کی سنتوں کا احیاء کر رہی ہے۔ انہی کے پرخار اور دشوار گزار راستوں پر چل رہی ہے۔ کبھی ایک سربراہ اور کبھی دوسرا داعی حق کو لبیک کہتا ہے۔ اس کے باوجود امارت اسلامیہ بلند حوصلے کے ساتھ جہاد اور آزادی کے اہداف کے حصول کے لیے کسی تھکاوٹ کا احساس نہیں کرتی۔ فولادی عزم کے ساتھ جارحیت پسندوں کی راہ میں دیوار کی طرح کھڑی ہے۔ وہ عظیم مدبر، تجربہ کار قائد، سنجیدہ اور بلند امیدوں و ارادوں کا مالک، جس کی شہادت سے نہ صرف افغانستان، بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے دلوں کو دکھ پہنچا، وہ امارت اسلامیہ کے فقید المثال امیر ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ ہیں۔ جن کی اچانک جدائی سے مسلمانوں کے دل اتنے غم زدہ ہوئے کہ بہت عرصے تک ان کی شاہکار قیادت کی یادیں لوگوں کے ذہنوں میں تازہ رہیں گی۔ ہمارے شہید قائد ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ 21 مئی 2016 کو قندھار کی سرحدی پٹی پر امریکا کے ڈرون حملے کا نشانہ بنے۔ امیر المؤمنین شہید رحمہ اللہ اپنے سلف امیر المؤمنین ملا

> **ہم نے ان کے قریبی ساتھیوں سے سنا یا میڈیا پر دیکھا ہے، وہ منصور صاحب کی شجاعت، بہادری، مسائل میں گہرے غور و فکر، منصوبہ بندی، سمجھ داری، علم، سیاسی بصیرت، عسکری صلاحیت، رحم و شفقت، دیانت، جامعیت، مذہب حنفی کی کماحقہ تقلید، جارحیت پسندوں سے بے لاگ و بے خوف دشمنی، نفاذ شریعت کی انتہائی محبت اور مجموعی طور پر اسلامی خلیفہ کی تمام صفات سے متصف شخصیت تھے۔**

محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی طرح امریکا کی دسیسہ کاریاں اور سازشیں جان چکے تھے۔ اس لیے انہوں نے نہ مذاکرات کی میز پر بیٹھنے کے لیے رضامندی ظاہر کی اور نہ کسی اور قسم کی نرمی کا اظہار کیا، جس طرح ملا صاحب مرحوم اپنے عزم اور ارادے میں پکے تھے، اسی طرح شہید قائد بھی اپنے ارادے میں انتہائی ثابت قدم نکلے۔ کسی سازش کا حصہ بنے نہ اقتدار کی خاطر کسی سے معاہدوں پر دستخط کیے۔ امریکا کو امید تھی منصور صاحب اپنے سابق امیر سے کچھ مختلف اور نرم ہوں گے ۔ مگر امریکا کے اندازے غلط ثابت ہوئے۔ وہ اپنے سابق امیر ملا عمر سے زیادہ سخت تھے۔ اسی لیے بارک اوباما نے کہا کہ اس جیسے شخص کو شہید ہونا چاہیے۔

امیر المؤمنین شہید رحمہ اللہ کی خصوصیات زیادہ ہیں اور یہ ان لوگوں کو زیادہ بہتر طریقے سے معلوم ہیں، جو ان کے ساتھ طویل عرصے تک رہے ہوں، مگر وہ جو ہم نے ان کے قریبی ساتھیوں سے سنا یا میڈیا پر دیکھا ہے، وہ منصور صاحب کی شجاعت، بہادری، مسائل میں گھرے غور وفکر، منصوبہ بندی، سمجھ داری، علم، سیاسی بصیرت، عسکری صلاحیت، رحم وشفقت، دیانت، جامعیت، مذہب حنفی کی کماحقہ تقلید، جارحیت پسندوں سے بے لاگ وبے خوف دشمنی، نفاذ شریعت کی انتہائی محبت اور مجموعی طور پر اسلامی خلیفہ کی تمام صفات سے متصف شخصیت تھے۔ ان کے امارت اسلامیہ قیادت کے دور میں انجام دیے گئے کارناموں نے امارت اسلامیہ کو فخر اور سرخروئی عطا کی ہے۔ انہوں نے ملک کے شمالی حصے کے قلب میں قندوز صوبہ فتح کیا۔ چور اُچکوں اور ڈاکوؤں کا مضبوطی سے مقابلہ کیا۔ ایک بڑے وفد کے ذریعے امارت اسلامیہ کے تمام عوامی اور عسکری کمیشنز اور انتظامی اکائیوں کے کاموں کی نگرانی اور سروے کرتے رہتے تھے۔ اپنے سیاسی مخالفین کے بارے میں نرمی اور ترحم ایسی بہت سی خصوصیات ہیں، جس کی وجہ سے ان کی شخصیت بہت بہتر طریقے سے پہچانی جاسکتی ہے۔ جس سے ان کی بھاری بھر کم شخصیت کا اندازہ لگایا یا جاسکتا ہے

اس میں شک نہیں کہ ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کو روس اور امریکا دونوں کے خلاف جہاد اور قیادت کا فخر حاصل ہے۔ ان کا جذبۂ اسلام یہ برداشت نہیں کر پاتا تھا کہ کسی کافر یا اس کے کسی زرخرید غلام کے آگے سر جھکائے۔ اسی لیے وہ اپنے عوام اور مجاہدین کی آنکھوں کا تارا اور کفر کی آنکھوں میں کانٹا بن کر چبھتے تھے۔ امارت اسلامیہ کے نئے زعیم کی حیثیت سے مولوی ہیبت اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ کا تعین ایک بجا اقدام ہے، جس سے مسلمانوں کے خلاف بہت سی سازشوں کا راستہ رُک گیا ہے۔ ان کی قیادت ایک ایسے وقت میں ہوئی ہے، جیسے اس کا بہت پہلے سے انتظار ہو۔ اسلام اور افغانستان کے دشمن مجاہدین کے درمیان اٹھنے والے اختلافات کا تماشہ دیکھنے کو تیار کھڑے تھے، مگر ان کے تعین سے بہت سوں کی غلط امیدوں پر پانی پھر گیا۔ ایسا لگتا ہے جہادی کاروان کے شہید قافلہ سالار اور قائد کا خون رنگ لائے گا اور جہادی صف میں مزید وحدت، قوت اور ترقی کے کرشمے نظر آئیں گے۔ اور دھیرے دھیرے ہر طرف فتوحات کی ٹھنڈی ہوائیں چلیں گی۔

❁ ❁ ❁

شہید منصور رحمہ اللہ کے ہر قطرۂ خون کا حساب ہوگا

امریکا اور اس کے غلاموں نے یہ سوچا ہوگا کہ امارت اسلامیہ کے زعیم عالی قدر امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور رحمہ اللہ کی شہادت سے امارت اسلامیہ کی تنظیم اور جہادی فکر کو مشکلات کا سامنا ہوگا۔ یہ آپس میں دست و گریبان ہو جائیں گے، جس سے افغانستان میں ان کی کرپٹ انتظامیہ کو سکھ کا سانس لینے کا موقع ملے گا۔ یہ بات واضح ہے امریکا اور اس کے نمک خوار بہت بڑی غلطی فہمی کا شکار ہوئے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ امارت اسلامیہ کا ڈھانچہ شخصیات اور افراد کے گرد قائم نہیں اور نہ ان کے وجود سے امارت کا وجود ہے۔ ایسا ہوتا تو امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات پر امارت اسلامیہ کے وجود کو زیادہ خطرہ لاحق ہوتا، مگر عملاً ایسا نہیں دیکھا گیا۔ اللہ تعالی نے امارت ایک ایسے شخص کو دی، جس کی قیادت نے امارت اسلامیہ کو عسکری، سیاسی اور دیگر شعبوں میں اتنی کامیابی دی، جس نے 14 سالوں سے امریکا کی جاری خفیہ سازشیں اور آئندہ کے منصوبے خاک میں ملا دیے۔

عالی قدر منصور صاحب کی مدبرانہ قیادت میں کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کی 4 لاکھ فوج کو عمری آپریشن میں ایسی شکست دی گئی کہ ان کے رہے سہے حوصلے ٹوٹ گئے ہیں۔ ان کی تمام جنگی تکنیکس دھری کی دھری رہ گئی اور افغانستان کے 80 فیصد حصے پر امارت اسلامیہ کی نجات دہندہ حکومت قائم ہو گئی ہے۔ سیاسی میدان میں عالی قدر منصور صاحب نے انتہائی ہوشیاری اور ذہانت سے دنیا کے کانوں تک امارت اسلامیہ کا مؤقف معقول دلائل اور معقول الفاظ کے ساتھ پہنچایا اور بڑی حد تک عالمی اور علاقائی عوامی مؤقف اپنے حق میں تبدیل کر دیا۔ اس کے علاوہ امارت اسلامیہ کے داخلی نظم و ضبط کے مزید استحکام اور عوام کے مفادات کے لیے ایسے اقدامات اٹھائے، جن کا ثمرہ ہمیشہ ملتا رہے گا۔ یہ اور اس جیسی دیگر کامیابیاں تھیں، جن کی وجہ سے عالمی قوتوں کے سامنے ایک ناقابل برداشت چیلنج بن کر ابھرے اور اسی وجہ سے انہیں شہید کیا گیا۔

ہم امریکا اور اس کی کٹھ پتلیوں سے کہتے ہیں 'مرحوم منصور صاحب اگر جسمانی طور پر ہم میں نہیں ہیں اور اپنے مالک حقیقی جل جلالہ سے جا ملے ہیں، مگر ان کے پیچھے ایک غیور اور مجاہد قوم موجود ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اب ہر مجاہد اور امت کا ہر غازی خود کو شہید منصور رحمہ اللہ جیسا بنانے کی کوشش کرے گا۔ امریکا اور اس کے غلاموں کو اس حقیقت کا ادراک کرنا چاہیے کہ امارت اسلامیہ کے زعیم کی شہادت کے بعد قیادت پر اختلافات کی ادنی سی جھلک بھی دیکھنے کو نہیں ملی۔ بہت کم وقت میں ایسی بہترین قیادت کا انتخاب سامنے آیا۔ ہم امریکا اور اس کے غلاموں کو صراحت سے کہنا چاہیں گے کہ امارت اسلامیہ ایک قوی منہج اور مضبوط اہداف اور مقاصد رکھتی ہے۔ یہ کبھی شخصیات کے بدلنے سے تبدیل نہیں ہوگی۔

❁ ❁ ❁

کابل انٹیلی جنس حملے کے ماسٹر مائنڈ سے گفتگو

19 اپریل 2016 کو کابل میں انٹیلی جنس آفس پر امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہدین کی جانب سے ایک زبردست حملہ کیا گیا، جس میں درجنوں انٹیلی جنس کارکن ہلاک اور سیکڑوں زخمی ہوگئے۔ بعض میڈیا ذرائع کے مطابق یہ حملہ گزشتہ چند سالوں میں کسی حساس مرکز پر مجاہدین کا سب سے بڑا حملہ تھا۔ یہاں اس حملے کے ترتیب کاروں میں سے ایک شخص ملا عبدالمجید سے گفتگو ہوئی، جو آپ کی نذر کی جا رہی ہے:

سوال: کابل میں ہونے والے بڑے فدائی حملے کے حوالے سے یہ واضح کر دیں کہ اس کا ہدف کون تھا اور اپنے ہدف کے حصول تک آپ کتنے مطمئن ہیں؟

جواب: کابل انتظامیہ کا انٹیلی جنس انتہائی اہم مرکز تھا۔ سکیورٹی اداروں کے اہل کاروں کا تقرر یہیں سے ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ یہیں پر مخصوص افراد کو خصوصی تربیت دی جاتی تھی۔ یہ سابق کمیونسٹ حکومت اور شقی القلب لوگوں کا گڑھ تھا۔ یہاں پر جرم کا اعتراف کرانے کے لیے مظلوم افغانوں پر بھیانک تشدد کیا جاتا تھا۔ یہاں دشمن کا انتہائی اہم ریکارڈ محفوظ تھا۔ پورے افغانستان سے رپورٹیں یہاں لائی جاتی تھیں۔

سوال: حملے کے بعد دو چیزیں واضح کریں۔ ایک یہ کہ عوامی نقصانات کے حوالے سے کہی جانے والی بات کے تناظر میں اس جگہ کی لوکیشن کیا ہے؟ دوسری بات یہ کہ دشمن کو کتنا نقصان ہوا ہے؟

جواب: اس جگہ کہ لوکیشن ایسی تھی کہ مشرق میں 'پل محمود خان' کی جانب سے جنوب کی طرف جانے والی سڑک واقع ہے۔ پھر 'چمن حضوری' کا ایک حصہ ہے۔ جنوب میں عید گاہ ہے، جہاں صرف عید کے دن لوگ نماز پڑھنے آتے ہیں۔ شمال کی جانب پہلے ایک ذیلی سڑک پھر دریائے کابل اور اس کے بعد بڑی شاہراہ ہے، جو مشرقی جانب سے کابل شہر میں داخل ہوتی ہے۔ مغرب کی جانب بڑی وسیع و عریض چار دیواری کا مکان ہے۔ جسے 'نعیم کوچی' کا مکان کہا جاتا ہے، مگر اس وقت حکومت نے کرائے پر لیا ہے اور اسے انٹیلی جنس دفتر اور دیگر حکومتی اداروں کی گاڑیوں کے لیے پارکنگ ایریا بنا دیا گیا ہے۔ جہاں گاڑیوں کے ساتھ سرکاری ڈرائیور بھی رہتے تھے۔

سوال: حملے کے آغاز کے متعلق بتائیں کہ کس طرح آغاز ہوا اور منصوبہ کیسے مکمل ہوا؟

جواب: ہمارا حملہ اسی سرکاری پارکنگ کی جانب سے شروع ہوا۔ اس مکان اور انٹیلی جنس آفس کے درمیان ایک چار انچ کی دیوار تھی، جو دھماکہ خیز مواد سے بھری گاڑی کی مدد سے گرا دی گئی۔ قریب ہی انٹیلی جنس آفس کا تربیتی میدان تھا، حملے کے وقت بھی درجنوں افراد یہاں تربیت میں مشغول تھے۔ اس کے قریب پہلا، دوسرا، تیسرا اور چوتھا بلاک تھا، جس میں انٹیلی جنس کے دفاتر، رہائشی جگہیں اور دیگر متعلقہ ادارے تھے۔ پہلے دھماکے کے ساتھ تربیتی میدان، پہلے دو بلاک اور دیگر بہت سا حصہ مٹ گیا ہے۔ پارکنگ ایریا (مکان) میں کھڑی گاڑیاں تباہ ہوگئیں اور ان کے ڈرائیور، جو انٹیلی جنس ملازمین ہی تھے، سب ہلاک ہوگئے۔ انٹیلی جنس آفس کی جانب میدان میں تربیت میں مصروف تیس سے زیادہ انٹیلی جنس اہل کار ہلاک ہوگئے۔ دو ٹاوروں میں موجود پہرے دار بھی ہلاک ہوگئے۔ دو قریبی بلاکوں کا اکثر حصہ گر کر تباہ ہوگیا۔ وہاں موجود انٹیلی جنس اہل کار، ملازمین، اعلیٰ افسران ہلاک ہوگئے۔ بعد ازاں منصوبے کے مطابق دو مزید فدائی مجاہدین جو ہلکے اور بھارے اسلحہ سے لیس تھے، پارکنگ کی جانب سے انٹیلی جنس آفس میں داخل ہوئے اور بقیہ انٹیلی جنس اہل کاروں پر، جو زخمی یا زندہ تھے، حملے شروع کر دیے۔ دونوں فدائی الگ الگ بلاک میں داخل ہوگئے۔ وہاں موجود افراد میں سے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑا۔ مرکز کا پورا عملہ ختم کر دیا۔ دو گھنٹے بعد باہر سے آئی ہوئی فوج

کے ساتھ جنگ شروع ہوگئی۔ اس لڑائی میں تین گھنٹے بعد ایک مجاہد بھی شہید ہوگیا اور ایک مجاہد جس کا اسلحہ سارا ختم ہوگیا تھا، چاقوؤں اور خنجر سے فوجیوں پر حملے کیے اور لڑتا ہوا باہر آگیا۔ وہ فدائی باہر متعین جگہ پہنچ گیا اور اپنے ساتھیوں سمیت اسی وقت کابل شہر سے باہر آگئے۔

سوال: دشمن کی کل کتنی تعداد ہلاک ہوئی؟

جواب: دفتر کے تنخواہ کے رجسٹر سے حاصل کردہ معلومات کے مطابق اس انٹیلی جنس آفس میں روزانہ سیکڑوں کی تعداد میں لوگ رہتے تھے۔ ان کی ڈیوٹیاں لگتی تھیں اور روزانہ آتے تھے۔ اس دفتر میں کام کرنے والے اور روز یہاں آنے والے لوگوں کا اندازہ لگانے کے لیے ہم نے دس روز صبح سے شام تک اس کی ریکی کی تھی۔ ایک گھنٹے میں یہاں 170 افراد داخل ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ کاسٹر گاڑیوں میں بھی بڑی تعداد میں لوگ آتے تھے۔ ان معلومات کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حملے کے دن 400 سے زیادہ افراد ہلاک ہوئے ہیں، جنہیں حکومت نے چھپا دیا ہے۔ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ اس جگہ میں بیرونی انسٹرکٹر بھی ہلاک ہوئے ہیں۔ ان کا تذکرہ دشمن نے کیا ہی نہیں ہے۔ ان کی صحیح تعداد کیا ہے، اس حوالے سے معلومات نہیں ہیں۔

سوال: آپ کے خیال میں یہ مقام سکیورٹی کے حوالے سے کس قدر اہم تھا اور اس کی سکیورٹی کا کتنا خیال رکھا جاتا تھا؟

جواب: اصل بات اللہ تعالی کی نصرت ہے۔ انسانی عقل کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہاں دھماکہ خیز مواد سے بھری گاڑی پہنچانا اور پھر دھماکہ کرنا، اس کے ساتھ ساتھ مسلح افراد کا داخل ہونا ناممکن لگتا ہے، لیکن یہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ممکن ہوگیا۔ مَیں تو سو فیصد اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ یہ اللہ تعالی کی خاص نصرت اور مدد تھی۔ اسی ایریا میں کابل کا صدارتی محل بھی تھوڑے فاصلے پر ہے۔ وزارت دفاع بھی تھوڑے سے فاصلے پر ہے۔ انٹیلی جنس کا سارا عملہ بھی مقامی ہے اور ان کی حفاظت کے لیے حکومت نے مقامی ایریا کے تحفظ کے لیے بھی بہت سے انتظامات کر رکھے ہیں۔ ہم کیسے کامیاب ہوئے تو یہ اللہ تعالی کی نصرت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالی ان ظالموں کو ہمارے ہاتھوں سے عذاب دلوانا چاہتے تھے اور یہ سب اللہ تعالی کی کاری گری ہے۔

سوال: آپ نے بتایا کہ ایک فدائی مجاہد واپس زندہ آگیا ہے۔ یہ واپسی کیسے ممکن ہوئی۔ اور انہوں نے اندر کیا دیکھا؟

جواب: جی ہاں، الحمدللہ! ایک فدائی مجاہد کامیابی سے باہر آگیا۔ ہمیں خوشی ہے کہ انہوں نے اگلے حملے کے لیے زبردست تجربہ حاصل کر لیا ہے۔ انہیں ایک بار پھر جہاد کی فرصت مل گئی، مگر وہ مجاہد بہت ناراض تھا اور رو رہا تھا۔ کیوں کہ اس کی خواہش شہادت کی تھی اور وہ انہیں نہ مل سکی۔ بہرحال! جب انہیں گولیاں، بم اور تمام اسلحہ ختم ہوگیا تو انہوں نے دو فوجیوں پر خنجر سے بھی وار کیے۔ چوں کہ وہ دشمن کے دھاکوں اور فائرنگ سے شدید خوف زدہ ہوگئے تھے، اس لیے وہ واپس باہر آگئے۔ ہم نے بھی واپسی کے لیے انتظار کی جگہ متعین کی تھی۔ کیوں کہ اس طرح کے حملوں میں امکان ہوتا ہے کہ حملہ نہ ہوسکے۔ کوئی مشکل پیدا ہوجائے اور ساتھی واپس باہر آ جائیں، تب وہ متعین مقام پر آ جاتے ہیں۔ ایسا ہی ہوا۔ پانچ گھنٹے بعد حیران کن طور پر یہ مجاہد ہم تک پہنچ گیا۔ مَیں تو اس کو بھی اللہ تعالی کی نصرت قرار دیتا ہوں کہ اس قدر محفوظ جگہ سے اتنے بڑے حملے میں بھی ایک مجاہد صحیح سالم واپس نکلنے میں کامیاب ہوگیا۔

> عمری آپریشن نے اپنے پہلے ہفتے ہی ثابت کر دیا کہ یہ آپریشن کامیاب، بلکہ دشمن کی بیخ کنی کرنے والا ہے۔ یہ آپریشن دشمن کا دل نکال باہر کرے گا۔ اس آپریشن میں دشمن کو مکمل شکست ہوگی۔ یہ آپریشن دشمن اور اس کی کٹھ پتلیوں کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوگا۔ ہمارے پاس اس طرح کے اور بھی بہت سے منصوبے ہیں۔

دشمن کو ہونے والے نقصانات کے حوالے سے اس مجاہد نے بتایا کہ ”دھماکے میں بہت سے افراد ہلاک ہوگئے ہیں اور ہر جگہ ان کی لاشیں بکھری ہیں۔ تیسرے اور چوتھے بلاک میں جو زندہ بچ گئے تھے، وہ انتہائی گھبراہٹ کا شکار تھے۔ کچھ بھی نہیں کرسکتے تھے۔ ہم نے ایک ایک کو نشانہ بنایا۔ کچھ افراد زخمی بھی تھے، جنہیں ہم نے مار دیا۔ مَیں نے اپنے ہاتھوں سے ہلاک ہونے والے افراد کی تعداد گنی تو وہ 58 افراد تھے۔ وہ جو دوسرا ساتھی تھا، وہ مجھ سے زیادہ اچھے مقام پر کھڑا تھا، اس نے مجھ سے بھی زیادہ افراد مارے ہوں گے۔ دھماکے میں

تو آپ سمجھتے ہوں گے کہ دفتر کے اندر موجود اکثر اسی میں ہلاک ہوگئے تھے۔

سوال: مذکورہ تینوں فدائی مجاہدین کا تعارف کیا ہے؟

جواب: یہ غزوہ لڑنے والے تین مجاہد تھے۔

1. جمال الدین۔ یہ 'عبداللہ' کے نام سے مشہور تھا۔ میدان شہر کا رہائشی اور ایک مجاہد خاندان کا ہونہار فرزند تھا۔ کچھ عرصہ قبل ان کے دو بھائی دشمن کے ساتھ دست بدست لڑائی میں شہید ہوگئے تھے۔ خود بھی راہ جہاد میں قیدی رہے تھے۔ جہاد میں ایک مرتبہ زخمی بھی ہوئے تھے۔ انہوں نے تین سال شہادت کے انتظار میں گزارے۔

2. سید عبدالولی آغا۔ یہ فدائی میدان میں 'فرید آغا' کے نام سے جانے جاتے تھے۔ یہ بھی ایک جہادی خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ خود بھی کچھ مصروفیات کے باعث پڑھائی کی فرصت نہ پا سکے تھے، مگر ایمان کے میدان میں خوب ترقی یافتہ تھے۔ انہوں نے اللہ کی راہ میں جیل کی سختیاں برداشت کی تھیں۔ جیل ہی میں غیروں کے زر خرید غلاموں کے ہاتھوں اسلامی شعائر کی توہین دیکھ کر ان میں جو انتقام کا جذبہ ابھرا تھا، اسی کے لیے انہوں نے اس حملے میں حصہ لیا۔ شہادت کے اس مقام کو حاصل کرنے کے لیے انہوں نے بھی 4 سال انتظار کیا تھا۔

3. تیسرا ساتھی سکیورٹی کی وجہ سے ان کا نام لینا نہیں چاہتا، کیوں کہ وہ زندہ ہے۔ ان کا تعلق بھی ایک جہادی اور بہادر خاندان سے ہے۔ اب بھی وہ جہادی منصوبوں میں مصروف عمل ہے۔ انہوں نے دوبارہ حملے کے لیے بھرپور تجربہ حاصل کرلیا ہے۔ اچھی آزمائش سے کامیاب نکلا ہے۔ شہادت ان کی آرزو تھی۔ دوبارہ جب بھی انہیں حکم ہوگا، وہ پھر سے میدان میں کود پڑیں گے۔

سوال: حملے کی منصوبہ بندی کے حوالے سے تفصیلات کیا ہیں؟

جواب: ہم نے طویل عرصے سے ہمہ پہلو جستجو اور نگرانی کے بعد منصوبہ نظم و ضبط والے مجاہدین کے سامنے پیش کیا۔ ان کی جانب سے منظوری کے بعد اسے رُوبہ عمل لانے کے لیے منظوری دی گئی۔ ہدف مغربی جانب سے گاڑیوں کی پارکنگ کی جگہ تھی، جو دفتر کی مرکزی عمارت سے دس میٹر کے فاصلے پر ہے۔ درمیان میں صرف ایک سنگل دیوار تھی۔ یہاں تک پہنچنا دیگر مقامات کی نسبت آسان اور محفوظ تھا۔ دھماکہ خیز مواد کی گاڑی مناسب حجم کے ساتھ رکاوٹیں ہٹانے اور دفتر کے چار میں سے پہلے دو بلاکوں کی تباہی کے لیے مقرر تھی۔ اسے اتنے ہی بارودی مواد سے بھرا گیا تھا۔ دو فدائی کلاشنکوف، راکٹ، دستی بموں، 11 میگزین، دفاعی جیکٹ اور اسلحہ سے لیس تھے، ان کو بقیہ دو عمارتوں میں موجود اہل کاروں کے خاتمے کے لیے مقرر کیا گیا۔ ہدف رات کے وقت اور بھی زیادہ آسانی سے نشانہ بنایا جا سکتا تھا، مگر رات کو عملے کے افراد کم اور دن کو تقریباً سب موجود رہتے تھے۔ اس لیے ہم نے اللہ پر توکل کرتے ہوئے شدید سکیورٹی تدابیر کے ساتھ منصوبہ کو آگے بڑھایا، جو اللہ تعالی کی مدد سے بلا کسی رکاوٹ کامیابی سے ہم کنار ہوگیا۔

سوال: حملے کے حوالے سے دشمن کا دعوی یہ تھا کہ یہاں اکثر عام لوگ ہلاک ہوئے ہیں۔ آپ کا جواب کیا ہے؟

جواب: دشمنوں نے گزشتہ 15 سالوں سے ہمارے ہر حملے کو عوام کے خلاف اقدام قرار دیا ہے۔ اپنی ناکامی اور شرمندگی چھپانے کی کوشش کی ہے۔ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ کچھ ذرائع ابلاغ نے دشمن کے انہیں دعووں کو دُہرایا ہے۔ یہی میڈیا ادارے ہیں، جنہیں دشمن اسی دن کے لیے پالتا ہے۔ کابل کا حالیہ حملہ اپنے محلِ وقوع کے اعتبار سے انتہائی اہم مقامات میں تھا۔ گاڑیوں کا پارکنگ ایریا اس وقت حکومتی استعمال میں تھا۔ کمپاونڈ کا اندرونی ایریا حملے کی زد میں تھا۔ باہر اس حملے میں کوئی ایک گولی یا بم کا کوئی پرزہ بھی نہیں گیا۔ سو میٹر کے قریب کسی سول آدمی کو آنے کی بھی اجازت نہیں دی جاتی۔ ایک بات ہم تسلیم کرتے ہیں کہ دھماکے سے دور کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹے ہیں۔ شیشے ٹوٹنے سے لوگوں کو چوٹیں آئی ہیں، جو بہت معمولی ہیں، لیکن ہر حملے کا کچھ سائیڈ ایفیکٹس بھی ہوتے ہیں۔ جس سے کلی طور پر بچنا ناممکن ہوتا ہے۔

کابل حملے میں کوئی بھی عام فرد جس کا انٹیلی جنس ادارے سے کوئی تعلق نہیں تھا، ہلاک نہیں ہوا۔ نہ کسی اور کو اس حملے میں نشانہ بنانے کا منصوبہ تھا۔ گزشتہ چند دنوں میں آپ نے خود دشمن ذرائع سے یہ بات سنی ہوگی کہ ہلاک اور زخمی ہونے والوں کی تعداد 400 تھی اور یہ سب اسی دفتر سے متعلق لوگ تھے۔ اہل کار، ملازمین، ڈرائیور اور بڑے افسران تھے۔ عام لوگوں کے نہ ہونے کی ایک

دلیل میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اگر واقعتاً عام لوگ مارے گئے ہوتے تو دشمن کے میڈیا ذرائع سابقہ واقعات یا عراق اور شام میں مارے جانے والے لوگوں کی تصویریں اٹھا کر اسے کابل حملہ نہ بتاتے، بلکہ کابل حملے کی اصل تصاویر لوگوں کو دکھاتے، جس سے واضح ہوتا کہ عام لوگ مارے گئے ہیں۔ عام لوگوں کو اذیت دینا اور نقصان پہنچانا انتہائی افسوس کی بات ہے، ہمارے مجاہدین اپنی حد تک بھرپور کوشش کرتے ہیں کہ عام لوگ، عوامی تنصیبات اور عام لوگوں کے گھر حملے کے زد میں نہ آئیں۔

سوال: دشمن ہمیشہ کی طرح آپ کے اس منصوبے کو بھی کسی بیرونی قوت کا پلان کہتا ہے۔ حتیٰ کہ اسے پڑوسی ملک سے وابستہ کرتا ہے۔ آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

جواب: یہاں دو باتیں ہیں۔ پہلی، پلان اور منصوبہ بندی۔ دوسری، دشمن کے مقاصد اور پروپیگنڈا۔

مَیں تاکید سے کہہ سکتا ہوں کہ کابل حملے کا منصوبہ ہم نے کابل ہی میں مرتب کیا اور اسے عملی طور پر یقینی بنایا۔ ہماری وہ ٹیم، جس کے ذمے کابل میں اہم اہداف کی تشخیص تھی ہے، انہوں نے یہاں کے تمام اہداف اور رکاوٹوں کو قریب سے دیکھا ہے۔ اس کے لیے منصوبہ بنایا اور اسے عملی طور پر ممکن بنایا۔ یہ ایسا کوئی حملہ نہیں تھا، جس کے لیے ہمیں غیر معمولی وسائل، اسلحہ اور غیر معمولی پلان کا استعمال کرنا پڑتا یا ماضی میں اس طرح کے حملے نہ کیے ہوتے اور اب کر لیتے ہیں تو سوالات اٹھائے جاتے۔ ہم نے کابل سمیت افغانستان بھر میں اس طرح کے ہزاروں حملے کیے ہیں۔ ہم نے بیرونی قوتوں کے انتہائی محفوظ مقامات پر اس سے زیادہ شدید حملے کیے ہیں۔ یہاں تک کہ امریکی انٹیلی جنس مرکز پر بھی اس طرح کے حملے ہو چکے ہیں۔ اسی طرح ہمارا یہ حملہ بھی ہمارے اپنے بس میں تھا اور ہم نے ہی اس کا منصوبہ تشکیل دیا تھا۔ دشمن نے اس طرح کے حملوں کی کڑیاں باہر سے کیوں ملائی ہیں تو اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک یہ کہ دشمن چاہتا ہے امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی قوت اور طاقت کم دکھائے۔ اپنی شرمندگی اور خجالت چھپائے۔ اپنی کمزوری چھپائے۔ مجاہدین کو بدنام کرے اور لوگوں کے خیالات کو اسی جانب مبذول کرا دے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ دشمن کے تمام حلقے، دشمن سے تعلق رکھنے والے کچھ منافق تجزیہ کار اور کچھ بے خبر لوگ ایمان کی کمزوری کا شکار ہیں۔ یہ لوگ حیران ہیں کہ یہ ممکن ہو سکتا ہے اتنا زیادہ اسلحہ اور خطرناک وسائل ایسی جگہ پہنچایا گیا۔ اگر آپ کہیں گے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو اندھا کیا اور مجاہدین کو توفیق دی تو یہ بات اس لیے تسلیم نہیں کریں گے کہ انہیں اس پر ایمان نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے۔ یہ لوگ سب کچھ اپنی عقل کے ترازو سے تولتے ہیں۔ یہ لوگ قرآن مجید میں مجاہدین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت کے وعدوں سے واقف نہیں ہیں یا انہیں اس پر ایمان نہیں ہے۔ ایسے حالات میں بھی یہ لوگ گھسے پٹے دلائل کا سہارا لیتے ہیں۔ انہیں اس طرح کا جھوٹ بولتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔ ہم اس طرح کی باتوں سے کبھی متاثر نہیں ہوئے۔ کیوں کہ ماضی میں سوویت یونین کے کاندھوں پر سوار کمیونسٹ بھی یہی باتیں کرتے تھے۔ آج امریکی کاندھے پر سوار غلام بھی یہی کچھ کر رہے ہیں۔ ان کی یہ باتیں ماضی کی طرح بے فائدہ ہی جائیں گی اور یہ لوگ حقائق کو بدل نہیں سکتے۔

سوال: دشمن نے کہا تھا کہ عمری آپریشن پروپیگنڈا ہے۔ کیا آپ نے یہ بات غلط ثابت کر دی ہے؟

جواب: کاش یہ سوال اب کوئی دشمن سے کرتا کہ ان کا اب کیا خیال ہے۔ عمری آپریشن نے اپنے پہلے ہفتے ہی ثابت کر دیا کہ یہ آپریشن کامیاب، بلکہ دشمن کی بیخ کنی کرنے والا ہے۔ یہ آپریشن دشمن کا دل نکال باہر کرے گا۔ اس آپریشن میں دشمن کو مکمل شکست ہو گی۔ یہ آپریشن دشمن اور اس کی کٹھ پتلیوں کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہو گا۔ ہمارے پاس اس طرح کے اور بھی بہت سے منصوبے ہیں۔ امید ہے اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے گا اور یہ کارروائیاں کامیابی سے ہم کنار ہوں گی۔ انٹیلی جنس مرکز کی تباہی کی طرح دیگر مقامات پر بھی دشمن کی تنصیبات کا خاتمہ کر سکیں اور اس مسلمانوں کو نجات دلانے کے لیے بڑا ادا کریں گے۔

ان شاءاللہ۔

امریکیوں کا پیغام اور مجاہدین کا جواب

موسیٰ فرہاد

چند روز قبل امریکی ڈرون طیارے نے امارت اسلامیہ کے سربراہ ملا اختر محمد منصور کو نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔ حملے کے بعد امریکی صدر اوباما نے کہا: ہم نے طالبان رہنما کو نشانہ بنایا، جو ایک اہم اقدام ہے۔ ہم نے افغانستان میں قیام امن کے لیے راہ ہموار کر دی ہے۔ طالبان کو ایک موقع فراہم کر دیا ہے کہ وہ کابل حکومت تسلیم کر کے اس کے خلاف حملے بند کر دیں۔

اس کے بعد کابل کے حکام نے بھی اوباما کی تقلید کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ہم نے ملا منصور کو مارا ہے۔ طالبان امن عمل میں شریک ہو کر مذاکرات کریں۔ بہ صورت دیگر پھر امریکی ڈرون طیاروں سے انہیں مار دیں گے۔

یہ ڈرون حملہ اور اس سے جڑے ہوئے امریکا و افغان حکام کے بیانات ایک خاموش پیغام ہے، جو امریکا اور اس کی کٹھ پتلیوں کی جانب سے نئے حربے اور جدید دفاعی حکمت عملی کی شکل میں مجاہدین کو دیا گیا ہے۔ یہ پیغام ایک ایسے وقت میں دیا ہے کہ امریکا اور اس کی کٹھ پتلی افغان حکومت کو چار فریقی ممالک کے نام نہاد مذاکرات اور تمام شیطانی چالوں میں ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے رسوائی کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں کیا۔ وہ مجاہدین کے ہاتھوں عالمی سطح پر بدنامی اور شکست سے دوچار ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ (امارت کے رہنما کی شہادت) اور دھمکیوں سے امریکا اور کٹھ پتلی حکومت نے دنیا کے سامنے اپنی حماقت دکھائی اور کمزوری کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ امریکا کا پہلا حملہ نہیں ہے، بلکہ اس نے افغانستان میں گزشتہ چودہ سال کے دوران قتل عام کا ریکارڈ قائم کیا ہے۔ ہزاروں معصوم لوگوں کو جنگی طیاروں، ٹینکوں اور اپنی کٹھ پتلی حکومت کے جرائم پیشہ اہل کاروں کے ہاتھوں شہید کیا ہے، لیکن اس کے باوجود کسی ایک افغان شہری نے بھی ان کے سامنے اعتراف کیا اور نہ ہی سرنڈر ہوا۔ پھر 16 سال بعد پرانی روایت پر اتنی خوشی کا اظہار کرنا حماقت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

> طالبان نے ایک بار پھر بہترین حکمت عملی اپناتے ہوئے دشمن کی توقعات کے برعکس اپنے امیر کی شہادت کے 29 گھنٹے کے بعد متفقہ طور پر اپنے نئے امیر کا انتخاب عمل میں لا کر شیخ الحدیث حضرت مولانا ھیبت اللہ صاحب مدظلہ العالی کو ان کا جانشین مقرر کیا اور کامیابی سے یہ مرحلہ مکمل کیا کسی نے اختلاف کا تصور بھی نہیں کیا۔ نئے امیر کے متفقہ طور پر انتخاب کا مرحلہ مکمل ہونے سے دشمن کو زبردست دھچکا لگا ان کی تمام امیدیں دم توڑ گئیں، طالبان نے ماضی سے کئی گنا زیادہ اتحاد اور اتفاق کا مظاہرہ کیا جس سے دشمن نہایت مایوس ہوا طالبان نے اپنے موقف پر ڈٹے رہنے اور استقامت کے ساتھ اپنے ہدف تک پہنچنے اور اپنے مشن پر ثابت قدم رہنے کا پیغام دیا۔

امریکا افغانستان میں مجاہدین کے سامنے بے بس ہو کر راہ فرار اختیار کر رہا ہے۔ اس نے 44 ممالک کی افواج کو افغانستان میں مجاہدین کے خلاف لڑایا ہے۔ نہ صرف ڈرون حملے کیے گئے، بلکہ B52، چینوک ہیلی کاپٹروں، جیٹ طیاروں اور دیگر جنگی سامان کا بے دریغ استعمال کیا ہے۔

اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ امریکہ کو شکست اور طالبان کو کامیابی نصیب ہوئی، جب امریکہ کو افغانستان میں کوئی خاص کامیابی نہیں ملی تو انہوں نے ملا اختر محمد منصور کو شہید کر کے طالبان کے خاتمے کا خواب دیکھا لیکن وہ بھول گئے کہ یہ تحریک کسی فرد کی شہادت سے ختم ہوگی اور نہ ہی شکست خوردہ امریکہ کو کامیابی ملے گی بلکہ شہید کے لہو سے ہمارے گلشن اسلام کی آبیاری ہوتی ہے اور اس تحریک میں مزید تیزی آئے گی۔

وہ سمجھتے تھے کہ طالبان سربراہ کو شہید کرنے سے طالبان خوفزدہ ہو جائیں گے اور ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو جائیں گے، انہیں متفقہ امیر نہیں ملے گا، ان کے اختلافات کھل کر سامنے آئیں گے اور ان کا شیرازہ بکھر جائے گا، اختلافات کی وجہ سے ان کی جدوجہد میں کمی آجائے گی، امریکہ اور کے ایجنٹوں کو سکون ملے گا اور وہ اپنے عزائم میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن طالبان نے امریکیوں اور ان کے کٹھ پتلیوں کو واضح پیغام دیا کہ ان کا خواب کبھی پورا نہیں ہوگا، طالبات متحد تھے اور متحد رہیں گے، مستقبل قریب میں وہ اپنی آنکھوں سے طالبان کی پیش قدمی اور فتوحات کو دیکھیں گے۔

طالبان نے ایک بار پھر بہترین حکمت عملی اپناتے ہوئے دشمن کی توقعات کے برعکس اپنے امیر کی شہادت کے 29 گھنٹے کے بعد متفقہ طور پر اپنے نئے امیر کا انتخاب عمل میں لاکر شیخ الحدیث حضرت مولانا ھیبت اللہ صاحب مدظلہ العالی کو ان کا جانشین مقرر کیا اور کامیابی سے یہ مرحلہ مکمل کیا کسی نے اختلاف کا تصور بھی نہیں کیا۔

نئے امیر کے متفقہ طور پر انتخاب کا مرحلہ مکمل ہونے سے دشمن کو زبردست دھچکا لگا ان کی تمام امیدیں دم توڑ گئیں، طالبان نے ماضی سے کئی گنا زیادہ اتحاد اور اتفاق کا مظاہرہ کیا جس سے دشمن نہایت مایوس ہوا طالبان نے اپنے موقف پر ڈٹے رہنے اور استقامت کے ساتھ اپنے ہدف تک پہنچنے اور اپنے مشن پر ثابت قدم رہنے کا پیغام دیا۔

طالبان نے کابل کی کٹھ پتلی حکومت کا وہ پیغام جس میں انہوں نے دعوی کیا تھا کہ طالبان ہتھیار ڈال کر مفاہمتی عمل میں شامل ہو جائیں یا پھر امریکی ڈرون حملوں کے لئے تیار رہے کو مسترد کرتے ہوئے اس کو نام نہاد حکومت کی بوکھلاہٹ اور اس کی حماقت کا نتیجہ قرار دیا۔

کیونکہ اگر کابل کے حکام طالبان کو امریکی ڈرون حملوں سے ڈراتے ہیں یا کسی طالب مجاہد کو شہید کر سکتے ہیں تو طالبان بھی کابل میں ایک حملہ میں کابل حکومت کے سیکورٹی حکام کے 200 اہلکاروں کو ہلاک کر سکتے ہیں۔

طالبان کا موقف یہ ہے کہ امریکہ کی جانب سے ایسے جذباتی اقدامات اٹھانے، گھناؤنے اعمال اور ناعاقبت اندیش فیصلے کرنے اور کابل حکومت کی طرف سے طالبان کو غیر ملکی طیاروں سے ڈرانے اور سرنڈر ہونے کا پیغام دینے کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ قیام امن کے لئے جاری مذاکرات اور افہام و تفہیم سے افغان مسئلہ حل کرنے میں ہرگز سنجیدہ نہیں ہیں بلکہ وہ مفاہمت کے جھوٹے وعدوں کے ذریعے لوگوں کو ورغلانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن ایسے جھوٹے نعروں سے کبھی بھی امن قائم ہوگا اور نہ ہی مفاہمت کی پالیسی کامیاب ہوسکتی ہے۔

❁ ❁ ❁

دینی مدارس
کے نئے فضلاء کے نام

م/محمد

یہ وہ دن ہیں کہ دینی مدارس سے فضلائے کرام کی ایک نئی کھیپ فاضل ہو کر سامنے آ رہی ہے، جنہوں نے اپنی زندگی کے قیمتی لمحات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو سیکھنے کے لیے وقف کر دیے تھے۔

لیکن شاید کچھ نوجوانوں کا یہ خیال ہو کہ اب وہ آخری منزل تک پہنچ چکے ہیں، مگر ایسا نہیں ہے۔ ابھی ان کی منزل بہت دور ہے۔ آیئے، اپنی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ ہو جائیں، تاکہ اپنے فرائض صحیح طریقے سے ادا کریں۔ اور اپنی حقیقی منزل جنت تک پہنچ سکیں۔

اسلامی دنیا کے عظیم مفکر مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ نے اہداف کی جانب متوجہ فرمایا ہے: ''آپ اپنے آپ میں اتنی پختگی، صلاحیت، خود داری اور خود شناسی پیدا کریں کہ آپ سے کوئی آپ کے ضمیر، عقیدے اور دینی حمیت کا سودا کرنے کا خواب بھی نہ دیکھے۔ آپ زمانے کے حوادث سے نہ صرف اپنے آپ کو بچائیں، بلکہ اپنی قوم و ملت کو بھی ان مشکلات سے بچائیں۔ آپ کو صرف اپنے آپ کا غم نہیں، بلکہ پوری قوم کا غم ہونا چاہیے۔

مدارس کے فضلاء کو چاہیے اس خلا کو پُر کریں، جو دشمن نے ہمارے محاذ اور منبر کے درمیان حائل کر دیا ہے۔

علماء کر سکتے ہیں کہ ایک بار پھر منبر اور محاذ کے درمیان ایک رابطہ پیدا کریں، جیسا کہ 1400 سال پہلے تھا۔ ہم اپنے آپ کی اصلاح کے ساتھ ساتھ یہ نہ بھولیں کہ آج امت محمدیہ پر الحاد اور دہریت کی تاریکی پھیل رہی ہے۔ ایک ایسے نجات دہندہ کی ضرورت ہے، جو اس فتنے کا راستہ روکے اور یہ عظیم سعادت حاصل کرے۔ ہمارے کام کا اصل میدان یہ ہے کہ آج کے زمانے میں جو کوئی نیا فتنہ پیدا ہوتا ہے، مدارس کے فضلاء اس کا ادراک کریں اور اچھے طریقے سے اس کا مقابلہ کریں۔ دنیا کا اصول ہے کہ جس علاقے میں وبائی امراض عام ہو جائیں تو وہاں ڈاکٹروں کی ٹیمیں پہنچتی ہیں۔ اس لیے اس دور میں جب گناہوں اور مسلمانوں کے انحطاط کی وبا کثرت سے پھیل رہی ہے تو علماء کی یہ ذمہ داری اور فرض منصبی ہے کہ لوگوں کے پاس جائیں اور ان کی اصلاح کریں۔ آج کی دنیا میں ایسے فضلاء کی اشد ضرورت ہے، جو ''من احیی سنتي عند فساد امتي فله اجر مأة شهيد'' کے جذبے سے سرشار ہوں

شیخ ندوی رحمہ اللہ نے اس حوالے سے یوں ارشاد فرمایا:

'کوئی مکتبہ اور کتب خانہ انسان پیدا نہیں کر سکتا، انسان تو اپنی محنت کے بل بوتے پر بنتا ہے۔'

ہمارے اکابر کی کامیابی کا راز اسی میں ہے کہ وہ صرف نصاب تعلیم پر اکتفا نہیں کرتے تھے، بلکہ وقت کی قدر کے ساتھ مطالعے اور غور و فکر کے سمندروں میں غوطے لگاتے تھے۔ اپنے علم میں وسعت پیدا کی جاتی تھی۔ اسی لیے نصابی تعلیم کو ہم ابتداء کہہ سکتے ہیں انتہا نہیں۔

شیخ ندوی رحمہ اللہ کو امت مسلمہ کی مجموعی اصلاح کی فکر کے ساتھ دینی

مدارس کے اصلاح کی بھی فکر تھی۔ انہوں اپنے ایک بیان میں مدرسہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

’طلبہ کے سامنے یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ مدرسہ ایک ایسے مرکز کا نام ہے، جہاں اللہ تعالی اور طالب علم کے درمیان بلاواسطہ تعلق موجود ہے۔ جس کا ایک سرا یہاں اور دوسرا اللہ تعالی کے قبضے میں ہے۔‘

مدارس کے قیام کے زمانے سے ایسا ایک عمل ہوتا رہا ہے کہ مدارس کے نوجوانوں کے لیے فراغت کے وقت ایسی مفید الوداعی نصیحتیں کی جاتی ہیں، جو زندگی کے تمام شعبوں کے لیے چراغ راہ بنیں۔ ان نصیحتوں پر عمل کرتے ہوئے جذبہ اس طرح سے بیدار کیا جائے کہ اسے منزل مقصود تک پہنچا دے۔ انہی اصولوں کی روشنی میں شیخ ندوی رحمہ اللہ نے مختصر الفاظ میں یوں وضاحت کی:

’محض ایک مدرسے سے فراغت کی سند حاصل کرنا اور دستار فضیلت باندھنا عالم ہونے کے معنی نہیں ہے، بلکہ اپنے آپ میں ایسی صلاحیتیں پیدا کرنا، جس کے ہر عمل سے علم کی خوشبو آئے۔ فراغت کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو علم کی چابی دی گئی ہے، جس سے آپ ہر قفل کھول سکتے ہیں اور علم کے خزانوں میں سے بہت کچھ حاصل کرسکتے ہیں‘

شیخ ندوی رحمہ اللہ نے اس حوالے سے یوں ارشاد فرمایا:

کوئی مکتبہ اور کتب خانہ انسان پیدا نہیں کرسکتا، انسان تو اپنی محنت کے بل بوتے پر بنتا ہے۔‘

ہمارے اکابر کی کامیابی کا راز اسی میں ہے کہ وہ صرف نصاب تعلیم پر اکتفا نہیں کرتے تھے، بلکہ وقت کی قدر کے ساتھ مطالعے اور غور وفکر کے سمندروں میں غوطے لگاتے تھے۔ اپنے علم میں وسعت پیدا کی جاتی تھی۔ اسی لیے نصابی تعلیم کو ہم ابتداء کہہ سکتے ہیں انتہا نہیں۔ مگر اس سفر کو طے کرنے کے لیے علم کی محبت و حرص اور اس راہ میں صبر سے کام لینا، اغیار کے طعنوں اور اپنوں کی طنزیہ باتیں سن کر بے پروائی دکھانا اور اپنے سفر پر توجہ مرکوز رکھنا۔ یہ آخرت کا سفر ہے، جس کی منزل جنت ہے۔ یہ راستہ اولوالعزم انبیاء کا راستہ ہے۔ جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ ہمارے نوجوان بھی اولوالعزم انبیا کی طرح ہر مشکل برداشت کرنے کو تیار ہوں۔ ’فاصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل ولا تستعجل‘ کا نسخہ ہمیشہ سامنے رہے اور مشکلات برداشت کرنے سے مت اکتائیں۔

اسی مقصد کے لیے علمائے کرام کے حالات زندگی، ملفوظات اور ارشادات کا ہمیشہ مطالعہ کریں۔ حب جاہ، حب مال، تکبر اور خودپسندی کے زہر قاتل سے بچیں۔ تمام رذائل سے اجتناب کریں۔ اس سے اللہ تعالی ہمارے علم اور عمل میں برکت ڈالیں گے۔ اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے نئے فضلائے کرام میں ایک بار پھر وہ زندہ احساس پیدا کرے، جس کی بدولت پوری اسلامی دنیا بیدار ہو اور اپنی ذمہ داریوں کا ادراک کرے۔ آمین یارب العالمین۔

اسی مقصد کے لیے علمائے کرام کے حالات زندگی، ملفوظات اور ارشادات کا ہمیشہ مطالعہ کریں۔ حب جاہ، حب مال، تکبر اور خودپسندی کے زہر قاتل سے بچیں۔ تمام رذائل سے اجتناب کریں۔ اس سے اللہ تعالی ہمارے علم اور عمل میں برکت ڈالیں گے۔ اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے نئے فضلائے کرام میں ایک بار پھر وہ زندہ احساس پیدا کرے، جس کی بدولت پوری اسلامی دنیا بیدار ہو اور اپنی ذمہ داریوں کا ادراک کرے۔ آمین یارب العالمین۔

❀ ❀ ❀

عمری آپریشن اور دشمن کی حالت نزع

خلیل عزیز

گزشتہ 14 سال سے موسم بہار کے دنوں میں امارت اسلامیہ کے قائدین اور عسکری ذمہ داران کی جانب سے نئے سال کی کارروائیوں کے لیے ایسا نام منتخب کیا جاتا ہے، جس کی کوئی تاریخی اور دینی حیثیت ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں جس کی کوئی جہادی مناسبت اور بڑی فتح کا اشارہ ہوتا ہے۔ ابتدائے اسلام کے تاریخی غزوات اور واقعات سے اس کا کوئی تعلق ہو۔ ان جلیل القدر صحابہ کرام کے نام اور القاب ہیں، جن کی تلوار سے بڑی بڑی قوتیں ٹوٹیں اور اسلام کی قلمرو میں داخل ہوئیں۔ امارت اسلامیہ کی جانب سے ہر سال جس نام سے بھی جہادی آپریشن کا آغاز کیا گیا، اللہ تعالی نے مجاہدین کی امیدوں اور آرزوؤں کے مطابق انہیں فتوحات سے نوازا۔ گزشتہ سال کے عزم آپریشن کی کامیابی اور فتوحات کا جائزہ لیا جائے تو مجاہدین کے اندازے سے کئی گنا زیادہ اچھے نتائج اور کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ یعنی سال کے دوران مجاہدین کا عزم اور ارادہ بہت بلند، جذبے بہت گرم اور حوصلہ بہت جوان تھا۔ اس کے مقابلے میں کابل انتظامیہ انتہائی ذلیل اور ہر میدان میں رسوائیوں کا شکار تھی۔

گزشتہ سال امریکا اور نیٹو نے ارادہ کیا کہ کابل 4 لاکھ فوج کو مجاہدین کے مقابلے کے لیے آخری سانس تک لڑائے گا اور جو علاقے مجاہدین کے قبضے میں ہیں، وہ واپس لیں گے۔ اسی نیت سے کابل فوج کو ہر طرح کے وسائل سے لیس کیا گیا اور پوری طرح تیار کیا گیا، مگر 'کابلی فوج' مجاہدین سے زمین کا کوئی ٹکڑا حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوسکی، بلکہ مجاہدین نے فوجی مراکز، درجنوں اضلاع اور صوبوں تک کے علاقے فتح کیے۔ اسی طرح سال کے دوران سابق اتحاد اور کمیونسٹ انتظامیہ کے چلے ہوئے کارتوس میدان میں اتارے، لیکن وہ صرف پٹاخوں کی حد تک چل کر کباڑ کا مال بن گئے تھے۔ آج تک اس علاقے کی جانب دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔ رواں سال آپریشن کے لیے 'عمری' کا نام پسند کیا گیا اور اس سے مراد امارت اسلامیہ کے مؤسس مرحوم ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ ہیں۔ بلاشک وشبہ یہ ایک باسعادت، بجاطور پر درست اور جہادی فخر سے ہم آہنگ نام ہے۔

مرحوم عالی قدر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد اس صدی کے وہ تاریخ ساز قائد اور رہبر تھے، جن کے عزم اور ہمت کے نتیجے میں خطے سے شر و فساد کا خاتمہ، خالص شرعی نظام کا نفاذ، مثالی عدل کا قیام ممکن ہوا اور افغانستان کو تقسیم اور ٹکڑے ہونے سے بچایا۔ اس کے علاوہ امریکا اور 49 ممالک کے تکبر، وحشت اور جارح لشکروں کے ظلم کے سامنے ایک لمحے کے لیے بھی سر نہیں جھکایا۔ ایک عشرے سے زیادہ دور تک جہاد، تحریک کی قیادت اور رہنمائی کی۔ ہمیں امید ہے کہ مرحوم ملا صاحب کے مبارک نام کی برکت اور نیک فال سے اللہ تعالی 'عمری آپریشن' کا شروع ہونے والا سالانہ آپریشن داخلی کٹھ پتلیوں کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوگا۔

❀ ❀ ❀

امریکی جاسوسوں کی تاریخی سزا

خبیر احمد۔م

صدارتی محل اور وزارت دفاع کی عمارت سے چند قدم کے فاصلے پر واقع سکیورٹی انٹیلی جنس سینٹر جس کا نام "تحفظ رجال برجستہ" (حکومتی اعلیٰ شخصیات کے تحفظ کا ادارہ) رکھا گیا تھا، لیکن عام طور پر اسے سینٹر 10 کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ کابل شہر میں صدارتی محل، وزارت دفاع اور امریکی سفارت خانے کے بعد حساس ترین اور گرین زون میں واقع علاقہ تھا، جس پر 19 اپریل کو صبح تقریباً نو بجے تین سر بکف فدائی مجاہدین نے اپنی بیش بہا قربانی کی بدولت حملہ کیا، سب سے پہلے اس مرکز کی فولادی دیواروں کو اور راستے میں موجود حفاظتی چوکیوں کو ایک زور دار کار بم حملے کے ذریعے زمین بوس کر دیا۔ بعد ازاں وہاں موجود سو سے زیادہ اسلام دشمنوں کو ہلاک کیا۔

تفصیلات کے مطابق فدائی مجاہدین میں سے ایک مجاہد معجزانہ طور پر ہزاروں اہل کاروں کے محاصرے کے باوجود زندہ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ مجاہد کا کہنا ہے کہ ان کا ہدف صرف 'سینٹر 10' تھا۔ عام شہریوں کا مکمل طور پر خیال رکھتے ہوئے ہم نے بارود بھری گاڑی نہایت مہارت سے اس شیطانی سینٹر کے مرکزی گیٹ سے ٹکرا دی۔ فدائی مجاہد کے مطابق کے زور دار دھماکے کے بعد صرف اس سینٹر کی عمارت اور گیٹ کے ساتھ موجود حفاظتی چوکیاں اور قریبی کمرے تباہ ہوئے۔ بعد میں فدائی مجاہدین عمارت کی دوسری اور تیسری منزل میں داخل ہونے میں کامیاب ہوئے اور وہاں بچ جانے والے دشمن کے افراد پر ہلہ بول دیا۔ اس مرکز کی سخت سکیورٹی کا یہ عالم تھا کہ اس کے کئی سو میٹر قریب کوئی گھر تو درکنار، عام شخص کو بھی آنے جانے کی اجازت نہیں تھی۔ جو عام شہری اس حملے کے نتیجے میں زخمی ہوئے ہیں، وہ گھروں کے شیشے ٹوٹنے کی وجہ سے ہوئے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی شدید زخمی نہیں تھا۔ اس کے علاوہ وہ سیکڑوں زخمی اور سو سے زیادہ ہلاک ہونے والے تمام افراد امریکی تربیت یافتہ افغان انٹیلی جنس کے جاسوس تھے، جن کی تصاویر سوشل میڈیا پر ساری دنیا نے دیکھی ہیں۔

کابل سے چھپنے والا ایک امریکی مزاج روزنامہ 'ماند گار' نے اپنی ایک رپورٹ میں لکھا کہ: 'افغان سکیورٹی ایجنسی نے طالبان کے خلاف جتنے آپریشن کیے ہیں اور تحقیقات کے نام پر جتنے طالبان کو تشدد کا نشانہ بنایا ہے، سینٹر 10 پر حملے سے طالبان نے ان تمام حملوں کا بدلہ لے لیا ہے۔ روزنامہ ماند گار کے مطابق مذکورہ مرکز میں موجود تقریباً 400 کے قریب انٹیلی جنس اہل کاروں میں سے کوئی صحیح سالم باہر نہیں نکلا، بلکہ سب ہلاک یا زخمی ہوئے

ہیں۔ اس سینٹر میں گزشتہ پندرہ سال کی انٹیلی جنس معلومات اور ریکارڈ موجود تھا، جو حملے کے بعد جل کر خاکستر ہو گیا ہے، جو سکیورٹی اداروں کے لیے جانوں کے ضیاع کے بعد ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔

آزاد ذرائع کے مطابق اس مرکز کی دوسری منزل پر امریکی انٹیلی جنس ادارے سی آئی اے کا ایک خفیہ اسٹیشن قائم تھا، جہاں بیس کے قریب امریکی اہل کار چوبیس گھنٹے موجود رہتے تھے، جو افغان سکیورٹی اہل کاروں کو تربیت دیتے تھے۔ ابھی تک یہ واضح نہیں ہوسکا ہے کہ وہاں موجود امریکی فوجیوں کو کتنا نقصان پہنچا ہے، کیوں کہ اس عمارت میں جتنے لوگ مقیم تھے، کوئی بھی زندہ نکلنے میں کامیاب نہیں ہوا ہے۔

سینٹر 10 کی ذمہ داریاں:

مذکورہ مرکز کی اہم ذمہ داریوں میں کابل کے اعلیٰ عہدیداروں کی سکیورٹی تھی، لیکن دراصل افغانستان کے طول و عرض سے جتنے بھی مظلوم افغان شہری سکیورٹی اداروں نے گرفتار کیے تھے، ان میں سے اکثر نے سینٹر 10 یا سینٹر 90 (دونوں خفیہ ایجنسی کے بدنام زمانہ تفتیشی مراکز ہیں) میں کچھ عرصہ تشدد سہتے ہوئے گزارا ہے، جنہیں تفتیش کے دوران اس بری طرح سے تشدد کا نشانہ بنایا جاتا، جس کی مثال امریکیوں کے بدنام زمانہ عقوبت خانوں ابو غریب اور گوانتاناموبے میں بھی نہیں ملتی۔ اس حملے کے بعد کچھ قیدیوں نے فیس بک اکاؤنٹ پر لکھا تھا کہ: ”یہاں قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی تشدد کے مختلف حربوں کے ساتھ قیدیوں کے لیے سب سے زیادہ تکلیف دہ بات تفتیشی افسران کی جانب سے دینی اقدار کی بے حرمتی تھی، جو وہ مسلسل کیے جارہے تھے۔ وہ مرتد افسر ہمیشہ مجاہدین سے یہ کہتے کہ 'تم لوگوں کو ایک ایسی جگہ لایا گیا ہے، جہاں تمہاری مدد کے لیے نہ ملا عمر آسکتے ہیں نہ اسامہ اور نہ اللہ تمہیں ہمارے چنگل سے آزادی دے سکتا ہے! نعوذ باللہ من ذالک۔

اسی طرح ہر قیدی کے سامنے کئی بار قرآن پاک اور دوسری دینی کتب کی بے حرمتی کی گئی ہے۔ دینی کتب کو پھاڑ کر ان کے نسخے قیدیوں کی طرف پھینک دیتے تھے۔ فیس بک پر ان قیدیوں نے یہ بھی لکھا کہ اس مرکز پر حملے کے بعد مرنے والے جن افراد کی تصاویر میڈیا پر آئی ہیں، ان میں سے اکثر سینٹر 10 اور سینٹر 90 میں قیدیوں سے تفتیش کے دوران دیکھے گئے ہیں۔

اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ سینٹر 10 پر حملہ 'عمری آپریشن' کا سب سے تباہ کن حملہ تھا، جس نے بلاشبہ کفار اور ان کے معاون مرتدوں کو ایک واضح پیغام دیا کہ اگر اب بھی کفار کی غلامی ترک نہ کی اور اسلام دشمن اقدامات کو پایہ تکمیل تک پہنچاتے رہے تو اس سے بھی تباہ کن حملوں کے لیے تیار رہیں۔

❀ ❀ ❀

افغانستان میں امریکا کی اسٹریٹیجک ناکامی

شکور شفق

امریکی انٹیلی جنس اداروں نے حال ہی میں ان حقائق کا اعتراف کیا ہے، جن کی بنیاد پر وہ اپنے آپ کو ماضی میں غرور و تکبر کے بامِ عروج پر پہنچا چکے تھے۔ ہم نے کئی سال قبل امریکا کے اس گھناؤنے فعل سے دنیا کو آگاہ کیا تھا، لیکن وہ برابر انکار کرتا رہا۔ امریکا سمیت مغرب کے تقریباً تمام ممالک اپنے شہریوں سے ان منصوبوں کو لاعلم رکھتے ہیں، جو ان کے اسٹریٹیجک مفادات کی راہ میں مشکلات پیدا کرنے کا سبب ہوں۔ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ حقائق کو مسخ کر کے عوام کے سامنے پیش کریں۔ کچھ محدود افراد کے علاوہ پورے ملک کے عوام کو ملکی اور بین الاقوامی منصوبوں سے لاعلمی کے اندھیروں میں رکھا جاتا ہے، تاکہ یہ غاصب ممالک آزاد ممالک کی آزادی کو آسانی سے سلب کر کے ان کے دینی اور ثقافتی ورثے کو اپنے مفادات کی خاطر پاؤں تلے روند کر انہیں محکوم بنالیں۔

بین الاقوامی میڈیا نے افغانستان کی ترقی کے لیے امریکی ادارے 'SIGAR' کی وہ رپورٹ منظر عام پر لائی ہے، جس میں اس ادارے نے پینٹاگان کے سامنے افغانستان کے حالات پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور کابل کی فوج پر بھی عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ سیگار کے سربراہ 'John.Fspoko' نے کانگریس کو اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ "امریکی مشن کے خاتمے کے بعد بہت سے اڈوں پر طالبان نے قبضہ کر لیا ہے اور امریکی فوجی طالبان کے بارے میں اپنے تربیت یافتہ افغان فوجیوں کو خاطر خواہ معلومات دینے میں مکمل طور پر ناکام ہوئے ہیں۔' امریکی میڈیا کو بریفنگ دیتے ہوئے 'جان سپوکو' کا کہنا تھا کہ صرف گزشتہ سال 5500 سے زیادہ افغان فوجی طالبان کے حملوں میں ہلاک ہو چکے ہیں، لیکن امریکا اور افغان حکومت اب تک ہلاک ہونے والے فوجیوں کی اصل تعداد سے لاعلم ہے۔ دوسری جانب انہیں ان فوجیوں کی تعداد کے بارے میں بھی کوئی علم نہیں، جو میدان جنگ کا اچھا تجربہ رکھتے ہیں۔

اگر حقائق کو دیکھا جائے تو امریکا اور نیٹو کا افغانستان پر قبضے اور دائمی جارحیت کا منصوبہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مجاہدین کی قربانیوں کی وجہ سے امریکی توقعات کے برعکس مکمل طور پر ناکام ہو گیا ہے۔ کوئی شخص ان کی اس طرح رسوا کن شکست کا تصور نہیں کر سکتا تھا اور نہ کوئی ذہن اس شرم ناک شکست کی پیش گوئی کر سکا۔ اب جب کہ ظاہری طور پر وہ اپنی افواج کو افغانستان سے نکال لیں گے اور کچھ فوجیوں کو سفارتی منصوبے کے تحت افغانستان میں چھوڑ دیں گے، اس کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ لوگوں کے ذہن میں یہ بات بٹھائے کہ امریکی افغانستان پر قبضے کے لیے نہیں، بلکہ افغانستان کی تعمیر و ترقی، ایک آزاد اور خود مختار افغانستان کے لیے یہاں براجمان ہوا تھا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ افغانستان کے تمام امراء اور حکمرانوں کی باگ ڈور انہی کے قبضے میں ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی نصرت سے پندرہ سالہ جہاد کا نتیجہ ہے کہ ان کا ایٹمی غرور خاک میں مل گیا ہے۔

جارحیت پسندوں کا منصوبہ یہ تھا کہ افغان فوج کو تربیت اور وسائل سے لیس کر کے اپنی جارحیت کا خواب پورا کریں گے۔ اپنے محدود فوجیوں کی مدد سے افغانستان میں مجاہدین کی جہادی کارروائیوں کا راستہ روکیں گے۔ واشنگٹن اور بروکسل سے انہیں احکامات جاری کریں گے، لیکن الحمدللہ ان کی یہ تمام خواہشیں خیال ثابت ہوئیں۔ دنیا نے دیکھا کہ آئے روز مجاہدین امریکا کی تربیت یافتہ افغان کٹھ پتلی فوج کے بڑے بڑے مراکز پر قبضہ کر رہے ہیں اور کابل حکومت کمزور اور دفاعی پوزیشن اختیار کرنے پر مجبور ہے۔

عمری آپریشن کے اعلان نے ان کے مذموم عزائم کو خاک میں ملا کر ایک فاتحانہ مشن کا آغاز کیا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اب امریکی جارحیت پسند اور ان کے کٹھ پتلی غلام عملی طور پر افغانستان میں مجاہدین کا مقابلہ کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں۔ ایک طویل جنگ لڑنے کے لیے ان کی افواج میں اب کوئی سکت باقی نہیں رہی ہے۔

جارحیت پسند جو تجربہ ایک مرتبہ پھر دہرانا چاہتے ہیں اور اسے اپنے نجات کا آخری حربہ سمجھتے ہیں، وہ دوسری اسٹریٹیجی کی طرح مذاکرات کا ڈھول ہے، جسے امارت اسلامیہ کی مدبر قیادت نے اسلامی اور سیاسی لحاظ سے مکمل طور رد کر دیا ہے، لیکن کچھ ناعاقبت اندیش کفار کی ان مکار چالوں کی زد میں آگئے ہیں، جسے رواں جہاد کی تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی اور انہیں سازشی اور مکار گروپ کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔ ہماری نظر میں امریکا کی رہنمائی میں مغرب کے تمام فوجی اور سیاسی منصوبے ان کی جارحیت کی طرح مکمل طور پر ناکام ہوں گے اور بہت جلد افغان عوام اور دنیا ان کے اسٹریٹیجی کے سبوتاژ ہونے کی خوش خبری سنیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

جنگی جرائم اپریل 2016ء

سید سعید

رواں سال 4 اپریل کو صوبہ غزنی کے ضلع شلگر کے سینی نامی گاؤں میں کٹھ پتلی اہل کاروں نے ایک عام شہری یوسف کو گھر میں گھس کر شہید کر دیا۔

5 اپریل کو افغان اسلامی نیوز ایجنسی نے خبر دی کہ خوست کے علاقے دمتون کے یلگی گاؤں میں کٹھ پتلی کمانڈر مروت نے ایک گھر پر چھاپے کے دوران دو خواتین کو بے دردی سے شہید، جب کہ دو خواتین سمیت ایک مرد کو زخمی کیا۔ قاتل مروت کمانڈر خوست میں ایک خصوصی فورس کے ظالم کمانڈر کے طور پر مشہور ہے۔ یہ خصوصی فورس امریکیوں نے بنائی ہے اور ان ہی کی طرف سے انہیں وسائل مہیا کیے جاتے ہیں۔ خوست کے آئی جی پولیس فیض غیرت نے بھی مبینہ واقعے کی تصدیق کی ہے۔

7 اپریل کو صوبہ پکتیکا کے ضلع گومل میں امریکی جارحیت پسندوں کے فضائی حملے میں قبائلی بزرگوں سمیت 19 افراد شہید کر دیے گئے۔ مقامی افراد کے مطابق مذکورہ افراد تین گاڑیوں میں سوار تھے اور وہ دو قبائل کی باہمی رنجش کے حل کے لیے جرگے میں شرکت کرنے جا رہے تھے۔ اسی دن صوبہ ننگرہار کے ضلع پچیر اگام میں پچیر مارکیٹ کے قریب غیر ملکی جارحیت پسندوں نے عام شہریوں کی گاڑی پر ڈرون حملہ کیا، اس حملے کے نتیجے میں مولوی عبدلسلام اور پیر قمرالدین شہید، جب کہ تین افراد زخمی ہوئے۔

9 اپریل صوبہ قندوز کے مرکز کے قریب کتہ خیل میں کٹھ پتلی اہل کاروں نے گھروں پر چھاپے کے دوران لوگوں کی قیمتی اشیاء چرانے کے ساتھ دس افراد کو گرفتار بھی کیا۔

12 اپریل صوبہ لغمان کے ضلع مہترلام کے علاقے بسرام میں کٹھ پتلی فورسز کا مارٹر گولہ ایک سکول پر گرنے سے دو بچے شہید، جب کہ تین بچے زخمی ہو گئے۔ اسی دن قندھار کے ضلع خاکریز کے علاقے ساگی میں امریکی کاسہ لیس اسپیشل فورسز کے درندوں نے چھاپے کے دوران ایک امام مسجد کو شہید، جب کہ بارہ افراد کو گرفتار کیا۔

13 اپریل کو قندوز کے ضلع امام صاحب کے علاقے قطر بلاک میں ملیشیا کے اہل کاروں نے سڑک پر ایک گاڑی کی تلاشی لی اور جانے کی اجازت کے بعد گاڑی پر پیچھے سے فائرنگ کی، جس میں سوار دو افراد موقع پر ہی شہید، جب کہ دیگر چار افراد زخمی ہو گئے۔ اسی دن صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک کے علاقے حیدر آباد میں بھی غیر ملکی جارحیت پسندوں نے ملکی کٹھ پتلیوں کی مدد سے چھاپہ مار کر 16 افراد کو گرفتار کیا۔

14 اپریل کو صوبہ زابل کے مرکز قلات میں سینک چیک پوسٹ کے اہل کاروں نے چیک پوسٹ کے قریب ایک شخص عبدالغنی کو شہید کیا۔

16 اپریل کو غیر ملکی جارحیت پسندوں نے داخلی کٹھ پتلیوں کی مدد سے نائٹ آپریشن کے دوران صوبہ لوگر کے ضلع خروار کے نواحی علاقوں پر چھاپے کے دوران 10 افراد کو شہید، جب کہ دو افراد کو گرفتار کیا۔ عینی شاہدین کے

مطابق غیر ملکی جارحیت پسندوں نے ایک ہی خاندان کے سات افراد کو نیند سے جگا کر اور لائن میں کھڑا کر کے گولی مار دی، جس سے اس خاندان کے تمام افراد شہید ہو گئے۔ اس کے علاوہ گاؤں میں تین اور افراد مختلف گھروں میں شہید کر دیے گئے۔ اسی دن صوبہ فراہ کے ضلع بالا بلوک کے علاقے گرانی میں ملیشیا کے غنڈوں نے اپنے کمانڈر کا بدلہ لینے کے لیے ایک بارہ سالہ بچے ناصر جان کو شہید کیا۔

17 اپریل کو غیر ملکی جارحیت پسندوں کے نائٹ آپریشن کے دوران قندھار کے ضلع شاہ ولی کوٹ کے علاقے دویانی اور لنڈی کاریز میں لوگوں کے گھروں پر چھاپے کے دوران لوگوں کی املاک کو آگ لگا دی، جب کہ دو افراد کو گرفتار کر کے ساتھ لے گئے۔

20 اپریل کو قندوز کے ضلع دشت ارچی میں کٹھ پتلی اہل کاروں نے عام آبادی کو بھاری ہتھیاروں سے نشانہ بنایا، جس میں دو خواتین شہید، جب کہ چھ خواتین اور بچے زخمی ہوئے۔ اسی دن بدخشان کے ضلع یمگان کے مرکز میں کٹھ پتلی فورسز نے گاؤں پر بمباری کی اس حملے میں چار گھر تباہ ہو گئے، جس میں ایک خاتون اور دو بچے شہید، جب کہ دو خواتین زخمی ہوئیں۔ اسی دن قندوز کے ضلع چہار درہ کے علاقے نہر صوفی میں امریکی کاسہ لیسوں کے ایک حملے کے نتیجے میں ایک شخص شہید، جب کہ ایک زخمی ہو گیا۔ اسی دن صوبہ فاریاب کے ضلع گرزیوان کے علاقے جر قلعہ میں کٹھ پتلیوں کے مارٹر حملے میں ایک دس سالہ بچہ شہید ہو گیا۔

21 اپریل کو صوبہ خوست کے ضلع صبری کے گاؤں نور میں کٹھ پتلی اہل کاروں نے رات کو چھاپے کے دوران ایک ہی خاندان کے تین افراد کو شہید، جب کہ ایک بچی کو زخمی کیا۔ جب کہ علاقے سے آٹھ افراد کو گرفتار بھی کیا گیا۔ عینی شاہدین نے میڈیا کو بتایا کہ فورسز نے ان کے گھروں کی تلاشی لی۔ ان پر تشدد کیا۔ جب کہ گاؤں کے تین افراد کو شہید بھی کیا۔ ضلع صبری کے گورنر آغا جان نے بھی اپنے اہل کاروں کے اس جرم کا اعتراف کیا ہے۔

22 اپریل کو صوبہ جوزجان کے ضلع مردیان میں دوستم کے جنگجوؤں نے لوگوں گھروں کی تلاشی کے دوران قیمتی اشیاء لوٹی ہیں۔ لوگوں پر تشدد کیا اور تشدد کے دوران دو بچوں کے ہاتھ بھی توڑ ڈالے، جب کہ پانچ افراد کو گرفتار بھی کیا گیا۔

24 اپریل کو صوبہ پکتیا کے ضلع سید کرم میں ملیشیا کے اہل کاروں نے مسک کاریز کے ایک اسکول ٹیچر خیالی مرجان کو شہید کیا۔

29 اپریل کو غزنی کے ضلع گیلان کے ضابط نامی گاؤں میں ملیشا کے خونخواروں نے ایک ساٹھ سالہ بزرگ محب اللہ کو بڑی بے دردی سے شہید کر ڈالا۔

30 اپریل کو صوبہ ہلمند کے حکومتی ترجمان عمر زواک نے میڈیا کو بتایا کہ ہلمند کے شمالی علاقے میں ان کی فورسز کے ایک مارٹر گولے کی زد میں آکر تین بچے شہید ہوئے ہیں۔

اقتباسات: بی بی سی، آزادی ریڈیو، افغان اسلامک نیوز ایجنسی، پژواک، خبریال، لراوبر، نن ٹکی ایشیا۔

❀ ❀ ❀

افغانستان اپریل 2016ء میں

احمد فارسی

(نوٹ: زیر نظر تحریر میں دشمن کے صرف ان واقعات و نقصانات کی جانب اشارہ کیا جا رہا ہے، جن کا دشمن نے اعتراف کیا ہے۔ نقصانات کے صحیح اعداد و شمار الامارہ ویب سائٹس پر دیکھے جاسکتے ہیں۔)

اگر اپریل ایک جانب موسم بہار کا آغاز تھا تو دوسری طرف مجاہدین سے نئے آپریشن کا آغاز بھی تھا۔ اس آپریشن کے دوران مجاہدین نے اپریل میں دارالحکومت کابل سمیت ملک کے دوسرے علاقوں خصوصاً قندوز میں دشمن کے قوی مراکز پر تباہ کن حملے کیے، جس کے نتیجے میں نہ صرف دشمن کو جانی و مالی نقصانات اٹھانا پڑے، بلکہ انہیں اور ان کے غیر ملکی آقاؤں کو بھی شدید تشویش لاحق ہوئی۔ اس ماہ امریکی جارحیت پسندوں اور ان کی کٹھ پتلیوں کو پہنچنے والے نقصانات اور ان کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

جارحیت پسندوں کو پہنچنے والے نقصانات:

اپریل 2016ء میں امریکی جارحیت پسند مجاہدین کے حملوں سے بچنے میں مکمل طور ناکام رہے ہیں اور انہیں کئی مرتبہ جانی و مالی نقصانات بھی اٹھانا پڑے ہیں۔ 18 اپریل کو قندوز کی لڑائی میں 11 امریکی فوجیوں کی ہلاکت اس کی واضح مثال ہے، لیکن جھوٹے دشمن نے یہاں بھی اپنے نقصانات کی تصدیق سے انکار کیا اور کہا ہے کہ اس ماہ انہیں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ اگرچہ نقصانات پر آنکھیں بند کرنا دشمن کا شیوہ ہے، لیکن اب پوری دنیا ان کے اس فریب سے آشنا ہو چکی ہے۔ کیوں کہ میدان جنگ کے حقائق اور ان کے اعترافات میں زمین آسمان کا فرق پایا جاتا ہے۔ 2016ء میں اب تک دشمن نے اپنے صرف 3 فوجیوں کی ہلاکت کی تصدیق کی ہے، جس کے ساتھ ہی جارحیت سے اب تک ان تمام مرنے والے فوجیوں کی تعداد ان کے اعتراف کے مطابق 3515 ہوگئی ہے، جن میں 2381 امریکی ہیں، جب کہ باقی دوسرے اتحادی ممالک کے اہل کار ہیں۔

مزدور دشمن کو پہنچنے والے نقصانات:

حالیہ سالوں میں مجاہدین کے تباہ کن حملے، کئی علاقوں کی فتح اور دوسری جانب بڑی تعداد میں جارحیت پسندوں کا افغانستان سے فرار، وہ وجوہات ہیں، جن کی وجہ سے کٹھ پتلی دشمن کی ہلاکتوں میں ناقابلِ یقین حد تک اضافہ ہوگیا ہے۔ اگرچہ مرنے والوں کی صحیح تعداد ابھی تک معلوم نہیں ہو سکی، لیکن نیٹو کی طرف سے 5 اپریل کو جاری کی گئی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ سال 2015ء کے دوران افغان فوج کے 5000 اہل کار ہلاک، جب کہ 14000 اہل کار زخمی ہوئے ہیں۔ اسی طرح دو دن بعد نیویارک ٹائمز میں شایع ہونے والی دوسری رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 'ہلمند کابل ادارے کے اہل کاروں کے لیے ایک قتل گاہ میں تبدیل ہوگیا ہے۔ اس صوبے میں گزشتہ گیارہ ماہ کے دوران افغان حکومت کے تقریباً 3000 اہل کار ہلاک ہوئے ہیں۔

10 اپریل بروز منگل قندھار کے ضلع میوند میں امریکا کی 'فرینڈلی بمباری' کے نتیجے میں ظالم ملیشیا کے 24 اہل کار ہلاک ہوئے۔ 14 اپریل کو

قندوز قندھار قومی شاہراہ پر مجاہدین کے ایک حملے میں اس سڑک کی حفاظت پر مامور ایک کمانڈر 7 اہل کاروں سمیت ہلاک ہو گیا۔ ایک دن بعد صوبہ فاریاب کے ضلع بل چراغ کے پولیس سربراہ اپنے گن مین سمیت مجاہدین کی ایک کامیاب کارروائی میں واصل جہنم ہو گیا۔ پیر کے دن 24 اپریل کو ہلمند کی صوبائی کونسل کا ایک رکن اسی صوبے کے ضلع گرمسیر میں مجاہدین کے حملے میں مارا گیا۔28 اپریل بروز جمعرات صوبہ ہرات کے صوبائی جج اس صوبے کے مرکز میں مجاہدین کے ایک ٹارگٹڈ حملے میں ہلاک ہوئے۔

دوسری جانب دشمن کی صفوں میں 'جاسوس مجاہدین' کے حملے بھی جاری رہے، جن کے نتیجے میں درجنوں دشمن اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ اس قسم کا پہلا حملہ 12 اپریل کو قندھار کے ضلع سپین بولدک میں کیا گیا، جس میں ایک 'جاسوس مجاہد پولیس اہل کار' نے اپنے 7 ساتھیوں کو فائر کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔19 اپریل کو بھی قندھار کے ضلع بٹی کوٹ میں ایک مجاہد پولیس اہل کار اپنے تین ساتھی پولیس اہل کاروں کو ہلاک کیا۔ اسی ماہ کی 28 تاریخ کو لغمان میں بھی ایک مجاہد پولیس اہل کار اپنے تین ساتھیوں کو ہلاک کر کے میں مجاہدین سے آملا۔

اپریل کی 14 تاریخ کو دشمن کی دو جنگجو تنظیموں 'جمعیت' اور 'جنبش' کے درمیان جھڑپ میں صوبہ تخار کے صوبائی کونسل کے ایک رکن سمیت چار افراد ہلاک ہو گئے۔

دشمن اہل کاروں کی گرفتاری اور سرنڈر:

تفصیلات کے مطابق مارچ میں دشمن کے 350 اہل کار مجاہدین کے سامنے سرنڈر ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ اپریل میں بھی مجاہدین کے دعوتی کمیشن کی مؤثر دعوت کے نتیجے میں دشمن کے 406 اہل کار اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر مجاہدین کے سامنے سرنڈر ہوئے ہیں۔ جس کی مکمل تفصیل امارت اسلامی کی ویب سائٹ پر دعوت و ارشاد کمیشن کی رپورٹ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ یہاں سرنڈر ہونے کے صرف دو واقعات نقل کیے جاتے ہیں:

14 اپریل بروز جمعرات بغلان کے سکیورٹی اداروں نے تسلیم کیا کہ ان کی پولیس اور ملیشیا کے درجنوں اہل کاروں نے ڈنڈ غوری اور خواجہ قلعہ کے علاقوں میں مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے ہیں۔ 23 اپریل کو صوبہ بادغیس کے ضلع قادس میں ملیشیا کے 6 کمانڈرز اپنے 80 اہل کاروں سمیت مجاہدین کے سامنے سرنڈر ہوئے۔

مجاہدین کی قوت پر دشمن کا اعتراف:

اپریل میں دشمن کی جانب سے میڈیا پر کئی مرتبہ ایسے بیانات دیے گئے، جن سے مجاہدین کی قوت اور غلبے کا تاثر واضح دکھائی دیتا ہے۔ اس سلسلے میں 4 اپریل کو شمال میں مزدور دشمن کے عسکری ترجمان نے کہا: 'ہمیں خوف ہے کہ سال کے آخر تک پورے شمال پر مجاہدین کا قبضہ ہو جائے گا۔' 707 بریگیڈ کے سربراہ نے واضح طور پر کہا کہ: 'ہمیں معلومات ملی ہیں کہ مجاہدین سال کے آخر تک پورے شمال پر قبضہ کرنے کا ارداہ رکھتے ہیں۔' مذکورہ بیان کے دو روز بعد بغلان کے سرنڈر اہل کاروں کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے کابل ادارے کے سرکاری بیان میں کہا گیا کہ بغلان کے بقیہ علاقوں پر مجاہدین قبضہ کرنے کے لیے پیش قدمی کی حالت میں ہیں۔8 اپریل کو روزگان کی صوبائی کونسل نے تسلیم کیا کہ اس صوبے کے چار اضلاع پر ہماری گرفت کمزور ہوتی جا رہی ہے اور خطرہ ہے کہ وہ مجاہدین کے قبضے میں چلے جائیں گے۔ 17 اپریل کو ننگرہار کی صوبائی کونسل سے بھی یہی دُہائی سننے کو ملی کہ ننگرہار کے متعدد اضلاع میں لوگ حکومتی اداروں پر عدم اعتماد کی وجہ

سے اپنے مسائل کے لیے مجاہدین سے رجوع کرتے ہیں۔ اسی دن پارلیمنٹ میں قندوز کے نمائندے نے کہا کابل ادارہ مجاہدین کے مقابلے میں کمزور ہوگیاہے۔ اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ حکومت مجاہدین کے سپرد کردیں۔ سب سے اہم یہ کہ جمعرات 21 اپریل کو C.N.N نے سیاسی اور سکیورٹی ماہرین کے حوالے سے کہا کہ کابل ادارے کو یہ بات تسلیم کرلینی چاہیے کہ وہ طالبان کا مقابلہ کرنے میں بے بس ہیں اور طالبان ان کے خلاف کامیاب کارروائیاں کررہے ہیں۔'

عمری آپریشن:

گزشتہ سال شروع کیا گیا عزم آپریشن اس سال ماہ اپریل کی 12 تاریخ کو اختتام پذیر ہوا۔ عزم آپریشن میں نہ صرف مجاہدین نے بڑی فتوحات حاصل کیں، بلکہ دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصانات بھی اٹھانا پڑے۔ 12 اپریل کو امارت اسلامی نے عمری آپریشن کے نام سے نئے آپریشن کا آغاز کیا، جس کے آغاز میں ہی دشمن کے بڑے بڑے مراکز، چیک پوسٹس، اور فوجی قافلوں پر تباہ کن حملے کیے گئے، جس سے دشمن کو بھاری نقصانات اٹھانا پڑے، جن کی کچھ تفصیل ذیل میں دی جارہی ہے:

اتوار کے روز 10 اپریل کو امارت اسلامی کے مجاہدین نے سخت جھڑپ کے بعد صوبہ غزنی کے علاقے علم خیل کو فتح کرلیا۔ اسی طرح 14 اپریل کو عمری آپریشن کے ابتدائی دنوں میں لغمان کا ڈنڈ غوری ضلع دوسری مرتبہ مجاہدین کے قبضے میں آگیا۔ اسی روز صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود میں امریکی اور کٹھ پتلی افواج کو سامان پہنچانے والے ایک بڑے قافلے پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں سپلائی قافلہ مکمل طورپر آگ کی نذر ہوگیا۔ ایک دن بعد امارت اسلامی نے وہ ویڈیو جاری کردی، جس میں 28 مارچ کو صوبہ کنڑ میں کٹھ پتلی حکومت کے ایک ہیلی کاپٹر کو بارودی سرنگ کے ایک ناقابلِ یقین دھماکے میں تباہ کیا گیا تھا۔ ویڈیو میں واضح طور پر دیکھا جا سکتاہے کہ ہیلی کاپٹر لینڈ ہوتے ہی دھماکے کا شکار ہوا اور اس میں سوار عملہ اور کٹھ پتلی حکومت کے اعلیٰ افسران ہلاک ہوئے، لیکن امریکی کاسہ لیسوں کی وزارت دفاع نے اس واقعے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہیلی کاپٹر دھماکے سے نہیں، بلکہ دیوار کے ساتھ ٹکرانے سے تباہ ہوا ہے، لیکن ویڈیو نے ان کے دعوے کی قلعی کھول دی۔

عمری آپریشن کے آغاز سے قندوز مجاہدین کے تباہ کن حملوں کی زد میں رہا۔ 15 اپریل بروز جمعہ اس صوبے کے متعدد اضلاع اور شہر مجاہدین کے قبضے میں آگئے۔ ایک دن بعد ضلع خان آباد پر بھی مجاہدین نے قبضہ کرلیا۔ اس کے ساتھ 30 سکیورٹی چیک پوسٹس میں امریکا کی خدمت میں مصروف اہل کار مجاہدین کے حملوں سے گھبرا کر اور بھاری جانی و مالی نقصانات اٹھا کر فرار ہوگئے۔ 18 اپریل قندوز کے ضلع قلعہ زال پر مجاہدین کا قبضے اور صوبے کے مختلف علاقوں میں شدید جنگ کے دوران 11 امریکی جارحیت پسند فوجی، جب کہ 57 مزدور فوجی ہلاک ہوگئے۔ 19 اپریل کو امارت اسلامی کے فدائی مجاہدین نے دارلحکومت کابل کے گرین زون میں واقع نہایت حساس سکیورٹی مرکز پر تباہ کن حملہ کیا۔ اس حملے کی شدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتاہے کہ دجالی میڈیا کے تمام بین الاقوامی چینل نہ چاہتے ہوئے بھی اس پر تبصرہ کرتے رہے اور یہ ایک بین الاقوامی ہیڈلائن بن گئی۔ اس حملے کے نتیجے میں ایک محتاط اندازے کے مطابق 200 سے زیادہ امریکی جاسوس ہلاک، جب کہ 350 سے زیادہ زخمی ہوئے۔ اس حملے میں اپنی ناکامی چھپانے کے لیے دشمن نے فوٹو شاپ کا استعمال کرتے ہوئے دیگر علاقوں کی پرانی

تصاویر میڈیا پر جاری کر دیں، جن میں یہ تاثر دیا جاتا رہا کہ اس حملے میں زیادہ تر عام شہری نشانہ بنے ہیں۔ اس سلسلے میں امارت اسلامی نے 21 اپریل کو میڈیا کو اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے انجام دینے کی طرف توجہ دلائی اور ان سے کہا کہ مجاہدین کے خلاف بے جا پروپیگنڈہ کرنے سے وہ مجاہدین کا ہدف بن سکتے ہیں۔ اس لیے اس قسم کی غیر ذمہ دارانہ رپوڑٹنگ سے گریز کیا جائے۔

اس واقعے کے بعد 22 اپریل بروز جمعہ صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانو میں ظالم ملیشیا کے 11 اہل کاروں نے اپنی زندگیاں امریکی آقاؤں کے لیے قربان کر دیں، جنہوں نے آج تک انہیں انسان سمجھا، نہ ان کی موت کو ایک انسان کے موت کے برابر ترجیح دی۔ اسی ماہ کی 25 تاریخ کو امارت اسلامی کے مجاہدین نے قندھار کے ضلع شاہ ولی کوٹ میں دشمن کی 24 چوکیوں سمیت ایک بڑے مرکز کو فتح کیا۔ اس کے علاوہ افغانستان کے دیگر علاقوں میں بھی چھوٹی اور بڑی کارروائیوں میں دشمن کو دندان شکن جواب دیا جا چکا ہے۔

کابل سکیورٹی سینٹر پر حملے کی تفصیل:

اپریل کی 19 تاریخ کو امارت اسلامی کے مجاہدین نے مزدور دشمن کے ایک خفیہ مرکز پر حملہ کیا، اس حملے نے دشمن کو اتنا حواس باختہ کیا کہ اسے یہ پتہ نہیں چل سکا کہ حملہ کیسے ہوا ہے؟ اپنی شکست پر کس طرح پردہ ڈالے۔ کیوں کہ امریکی آقاؤں نے جو بیانات ان سے دلوائے، وہ جھوٹ ثابت ہو سکتے تھے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے جھوٹی تصاویر اور ویڈیوز کا سہارا لیا، تاکہ لوگوں کو یہ باور کرایا جائے کہ حملے کے نتیجے میں ان کے اہم افراد بچ نکلنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور صرف شہری نشانہ بنے ہیں۔ میڈیا نے بھی اس جھوٹی مہم کے لیے حکومت کو اپنا کاندھا فراہم کیا، تاکہ حقیقت حال واضح نہ ہو۔ جب یہ تیر بھی کارگر ثابت نہ ہوا اور ہر طرف سے ناامیدی کے بادل منڈلانے لگے تو دشمن نے مظلوم اسیر مجاہدین کی پھانسیوں کا فیصلہ کیا۔ ان میں سے اکثر کا جرم صرف مجاہدین کے ساتھ تعلق تھا اور کچھ نہیں۔ انہیں کئی سال قبل گرفتار کیا گیا تھا۔ دشمن نے اپنا غصہ ان لوگوں پر نکالا جو اس واقعے سے ایک فیصد تعلق بھی نہیں رکھتے تھے۔

اس واقعے کے ردِ عمل میں 29 اپریل کو امارت اسلامی نے اعلان کیا کہ اگر انہوں قیدی مجاہدین کو پھانسی دی تو ہم بھی دشمن کے گرفتار اہل کاروں کے بارے اپنے علماء سے درخواست کریں گے کہ شرعی حکم کے مطابق ان کے لیے سخت سے سخت سزا تجویز کریں۔ اس کے علاوہ ردِ عمل کے طور پر ہم دشمن کی عدلیہ کو بھی نشانہ بنائیں گے۔ الحمد للہ! مجاہدین نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور جیل میں شہید ہونے والے ساتھیوں کے انتقام کے طور پر کابل میں ججز سے بھری بس پر فدائی حملہ کیا، جس میں 26 ججز مردار ہوئے اور اب غزنی میں بھی صوبائی عدالت مجاہدین کے تباہ کن حملے کا نشانہ بنی ہے، جس میں عدلیہ کے 13 اعلی ججز ہلاک ہو گئے ہیں۔ ان ججز کو بھی خاص طور پر نشانہ بنائیں گے، جو مجاہدین کی پھانسیوں میں ملوث ہوں۔

دشمن کی جانب سے عوام کو دی جانے والی اذیتیں:

نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ایک طرف امریکی جارحیت پسندوں اور ان کی کٹھ پتلیوں کی جانب سے ماضی کی طرح عوام کا قتلِ عام جاری ہے، جب کہ دوسری جانب عوام ایک اور مصیبت میں مبتلا کر دیے گئے ہیں۔ خفیہ اداروں کے ارکان اغوا برائے تاوان کی وارداتوں میں ملوث پائے گئے ہیں اور وہ جسے چاہیں، تاوان کے لیے اغوا کرتے ہیں اور تاوان نہ ملنے کی صورت میں اسے قتل کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ جارحیت پسندوں

کے ایک حماتی ادارے یوناما نے 17 اپریل بروز اتوار کو کہا کہ گزشتہ تین ماہ میں کم سے کم 200 عام شہری اپنی زندگیوں کی بازی ہار گئے ہیں۔ اس ادارے نے اپنی عادت کے مطابق مرنے والے اکثر شہریوں کی موت کی ذمہ داری مجاہدین پر ڈال دی۔ اس سے قبل 10 اپریل کو ہارٹ آف ایشیاء نامی انگریزی مجلے نے اپنی ایک رپورٹ میں لکھا کہ عام شہریوں کی ہلاکتوں پر اشرف غنی کی پچاس فیصد خاموشی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ شہریوں کا قتل عام مستقبل میں بھی جاری رکھیں گے۔ دوسری جانب ملک کے اکثر علاقے ہر دن بے گناہ عوام کے خون سے رنگین ہو رہے ہیں۔ جس میں اکثر حکومتی اہل کار ملوث ہو تے ہیں۔ اپریل میں اس قسم کے کئی واقعات سامنے آئے، جس میں سے قندھار میں ایک بارہ سالہ نوجوان کی تشدد زدہ لاش کی بر آمدگی اور اسی طرح اس ماہ کی 5 تاریخ کو کابل میں چار افراد کی لاشیں بر آمد ہونا اس کی واضح مثال ہے۔

اس کے علاوہ 6 اپریل کو جاری ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق گزشتہ تین ماہ کے دوران قندھار میں 150 افراد کی تشدد زدہ لاشیں بر آمد ہوئیں ہیں۔ 8 اپریل کو قندھار میں قیدیوں کے خاندانوں نے کہا کہ دو ہفتے سے متعدد قیدیوں کو خفیہ طور پر جیل سے نکال کر لاپتہ کیا جارہا ہے، جس کی زندگی اور موت کے بارے میں اب تک کسی کو پتہ نہیں چل سکا۔

کٹھ پتلیوں اور ان کے آقاؤں کی جانب سے عام لوگوں کے قتلِ عام پر خوست کے حکومتی عہدے داروں نے اعتراف کیا کہ 'ہماری ملیشیا کے ایک کمانڈر نے 5 اپریل کو غیر ملکی جارحیت پسندوں کے ساتھ مل کر ایک ہی خاندان کے پانچ افراد کو ہلاک و زخمی کیا۔' اس کے بعد 12 اپریل کو غیر ملکی جارحیت پسندوں نے افغان کاسہ لیسوں کے ہمراہ لوگر کے ضلع خروار میں دس افراد، جن میں اکثریت بچوں کی تھی، کو شہید کیا۔ پکتیا کے ضلع سید کرم میں 23 اپریل کو ایک اسکول ٹیچر کو پولیس اہل کار نے شہید کیا۔ اس ماہ کی 28 تاریخ کو میڈیا پر ایک 13 سالہ بچے اباسین کی شہادت کی خبر دی گئی، جسے نو ماہ قبل اغوا کیا گیا تھا۔ شہید بچہ نو بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا۔ اسی روز خوست میں ایک ڈرون حملے کے نتیجے میں 3 شہری شہید ہوگئے، جب کہ ہلمند میں کٹھ پتلیوں کے پھینکے گئے مارٹر گولے کی زد میں آکر دو بچے شہید ہوگئے۔

عام شہریوں پر تشدد اور انہیں حکومت کی جانب سے اذیتیں دینے کی بھی کئی خبریں شائع ہوئیں۔ ان میں سے پہلی خبر روزنامہ سرنوشت کی ہے جو اپریل کی دوسری تاریخ کو شائع ہوئی اس میں کہا گیا ہے کہ پروان کے ضلع غوربند میں ملیشیا کے اہل کاروں نے لوگوں کے گھروں کو لوٹا ہے۔ 19 اپریل کو میڈیا نے قندھار آئی جی پولیس کے خفیہ جیلوں میں قید ایک نوجوان کی موجودگی کا انکشاف کیا، جو کئی سال سے لاپتہ تھا۔ اس ماہ کی 23 تاریخ کو صوبہ خوست کے ضلع صبری میں مزدور ادارے کے انٹیلی جنس اہل کاروں نے ایک گھر پر چھاپے کے دوران ایک ہی خاندان کے 3 افراد کو شہید کیا، جب کہ 8 افراد کو گرفتار کر کے لے گئے۔

کٹھ پتلی حکومتی ادارے کی حقیقت:

اس میں کوئی شک نہیں کہ کابل حکومت جارحیت پسند قوتوں کی زر خرید غلام ہے۔ اس کی تاسیس، تقسیم اور مالی مدد تک تمام معاملات جان کیری کے سپرد ہیں۔ یکم اپریل کو حکومتی ترجمان نے کہا کہ 'اس فیصلے کا اختیار صرف امریکا کے پاس ہے کہ وہ افغانستان میں کتنی دیر قیام کرتا ہے۔ کسی کو حق حاصل نہیں کہ اس بارے میں لب کشائی کرے۔' اس کے بعد افغانستان میں نیٹو کمانڈر نے کہا کہ ہم نے افغانستان میں ایک 'خطرناک' حکومت قائم

کی ہے۔ اسی دن جان کیری ایک مرتبہ پھر کابل آئے اور دو سال قبل دھوکے اور فریب کے نتیجے میں قائم ہونے والی حکومت کو تین سال مزید حکومت کرنے کی اجازت دے دی، جس پر لوگوں نے شدید ردِ عمل ظاہر کیا۔ مزدور دشمن کی جانب سے الیکشن کے بارے میں شکایات کمیشن کے سربراہ نے کہا کہ 'افغانستان اور امریکا کے درمیان غلام اور آقا کا تعلق ہے اور جان کیری کا فیصلہ ہمارے لیے شرمندگی کا باعث ہے۔'

نام نہاد 'لویہ جرگہ' نے 13 اپریل بروز بدھ کہا کہ کابل حکومت اصل میں واشنگٹن کی کالونی ہے۔ ان تمام اعترافات کے باوجود اب بھی یہ لوگ امریکی کاسہ لیسی اور غلامی کی زنجیریں گلے میں ڈالے ہوئے ہیں اور ایک آزاد اور خود مختار زندگی گزارنے کے لیے کفریہ غلامی سے نجات کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

کٹھ پتلی حکومت میں اختلافات کی شدت:

مشترکہ حکومت کے درمیان ہر موضوع پر شدید اختلافات موجود ہیں، لیکن حالیہ دنوں میں یہ اختلافات ایک دوسرے کو زدوکوب اور قتل کرنے تک پہنچ گئے ہیں۔ 14 اپریل بروز جمعرات صوبہ تخار کی صوبائی کونسل کے ایک رکن 4 افراد سمیت جمعیت اور جنبش تنظیموں کی باہمی جھڑپ میں ہلاک ہوگئے۔ اس کے بعد اتوار کے دن صوبہ بلخ میں دشمن کے مزدور گورنر نے کہا کہ 'کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ مجھے زبردستی اس منصب سے ہٹائے۔' صرف پچاس فیصد صدر عبداللہ عبداللہ کے ترجمان، جو جنگجوؤں کی ایک طاقتور تنظیم کے کمانڈروں میں شمار کیے جاتے ہیں، نے جنوب مشرقی صوبوں کو ترکمانستان کی جانب سے فراہم کی جانے والی امداد کا راستہ روک دیا ہے۔

اب بھی خود کو مجاہد کہتے نہ تھکنے اور الیکشن میں عبداللہ کا ساتھ دینے والے کمانڈروں نے 4 اپریل کو عبداللہ عبداللہ کو غیر قانونی صدر قرار دیا۔ انہوں نے یہ بات تب کہی، جب انہیں ان کی مرضی کے مطابق علاقوں میں تعینات نہیں کیا گیا تھا۔ اس دوران بلخ کی امن کمیٹی کے سربراہ نے 10 اپریل کو کہا کہ کابل حکومت میں موجود شدید اختلافات امن کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ اسی طرح 12 اپریل کو رائٹرنیوز ایجنسی کی ایک رپورٹ میں پیش گوئی کے طور پر کہا گیا ہے کہ کابل حکومت آنے والے مہینوں میں شدید اختلافات کا سامنا کرے گی۔

مزدور حکومت میں شدید اختلافات کے باعث بہت سے حکومتی ارکان اپنے عہدوں سے مستعفی ہو کر ملک چھوڑنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ اپریل میں بھی بیلجیئم میں کاسہ لیس حکومت کے سفیر نے اپنے ساتھ وزارت خارجہ کے منفی رویے کے باعث استعفیٰ دیا۔ 18 اپریل کو معدنیات اور پٹرولیم کے وزیر نے سیکورٹی ایجنسی کی غیر قانونی مداخلت کے ردِ عمل میں استعفیٰ دیا۔ بالآخر عسکری امور کے ماہر جنرل امرخیل نے 20 اپریل بروز بدھ کو کہا کہ ملکی امن کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ مزدور ادارے میں شامل وہ لوگ ہیں، جو اپنے ذاتی مفادات کے لیے کام کرتے ہیں۔ وہ ملکی مفادات کو بالکل خاطر میں نہیں لاتے۔

جارحیت کے پرچم تلے '7 ویں ثور' کی مذمت:

ایک طرف پچاس سے زیادہ جارحیت پسند ممالک نے افغانستان پر جارحیت کی ہے اور اس کے ساتھ اپنے کاسہ لیسوں کو افغانوں کے نمائندوں کے طور پر عوام پر مسلط کیا ہے۔ دوسری جانب جہاد کے مدعی جہاد کے نام پر لوٹ مار کرنے والے بڑی بے شرمی سے افغانستان پر روسی جارحیت کے حق میں پروگرام منعقد کر رہے ہیں۔ اس سال بھی 26 اپریل کو ان بدنام اور وطن فروش عناصر نے مغربی طیاروں اور ٹینکوں کے سائے تلے انہی جارحیت پسند کفار کے اخراجات پر منعقد پروگراموں میں '7 ویں ثور' کی مذمت کی اور اسے افغان تاریخ کا ایک سیاہ دن قرار دیا۔

❁ ❁ ❁

رجب المرجب ۱۴۳۷ھ میں ہونے والی کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	ایجنٹوں کے مقتولین	ایجنٹوں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
-1	قندہار	54	0	0	0	124	8	16	3	3	0
-2	ہلمند	71	0	0	0	158	94	21	2	0	0
-3	غزنی	53	0	0	0	74	48	17	2	2	0
-4	خوست	10	0	0	0	43	13	2	0	0	0
-5	نورستان	22	0	0	0	42	43	33	7	4	0
-6	میدان وردگ	6	0	0	0	6	15	2	1	2	0
-7	کونڑ	24	0	0	0	15	24	23	1	0	0
-8	پکتیکا	4	0	0	0	1	1	1	0	2	0
-9	زابل	13	0	0	0	21	22	1	7	8	0
-10	لوگر	26	0	0	0	31	41	7	4	10	0
-11	کاپیسا	81	0	0	0	85	42	11	3	5	0
-12	روزگان	29	0	0	0	60	52	8	0	0	0
-13	پکتیا	31	0	0	0	41	30	9	0	3	0
-14	فراہ	71	0	0	0	105	81	22	5	7	0
-15	کابل	29	1	0	0	24	18	11	2	2	1
-16	ننگرہار	93	0	0	0	114	46	34	4	2	0
-17	لغمان	42	0	0	0	43	45	9	1	0	0
-18	ہرات	14	0	0	0	4	6	0	0	0	0
-19	نیمروز	35	0	4	0	28	16	6	0	0	0
-20	بادغیس	12	0	0	0	22	11	2	2	3	0
-21	قندوز	23	0	0	0	18	20	5	0	0	0
-22	بغلان	51	0	0	0	59	73	18	2	3	0
-23	فاریاب	56	0	9	7	139	131	18	4	17	0
-24	غور	22	0	0	0	48	34	14	4	2	0
-25	پروان	29	0	11	0	22	7	10	0	0	0
-26	تخار	9	0	0	0	27	21	8	0	2	0
-27	سمنگان	8	0	0	0	12	12	4	1	0	0
-28	بدخشان	19	0	0	0	38	48	6	4	9	0
-29	بامیان	1	0	0	0	1	1	0	0	0	0
-30	بلخ	12	0	0	0	31	20	5	0	1	0
-31	جوزجان	13	0	0	0	36	21	5	5	7	0
-32	دائی کنڈی	2	0	0	0	1	1	0	0	0	0
-33	سرپل	3	0	0	0	0	0	0	2	3	0
-34	پنج شیر	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
مجموعہ		968	1	24	7	1473	1045	328	66	97	1

دهلمند ولایت په سنګین ولسوالۍ کي دمایـــــن په واسطه دد ښمن تخریب شوې شوبله
AL-EMARA

POLICE

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

5th Year June 2016

میرے تن کے زخم نہ گن ابھی، میری آنکھ میں ابھی نُور ہے
ابھی رزمگاہ کے درمیاں، ہے میرا نشان کُھلاہُوا
مجھے دیکھ قبضۂ تیغ پر، ابھی میرے کف کی گرفت ہے
میں اسی قبیلے کا فرد ہُوں، جو حریفِ سیلِ بلا رہا
وہ جو دشتِ جاں کو چمن کرے، یہ شرف تو میرے لہو کا ہے
سو میرے غنیم نہ بُھول تُو، کہ ستم کی شب کو زوال ہے
تجھے مان جوش وگُرز پر، مجھے نازِ زخمِ بدن پہ ہے

میرے بازؤں پہ نگاہ کر، جو غرور تھا وہ غرور ہے
ابھی تازہ دم ہے میرا فرس، نئے معرکوں پہ تُلاہُوا
بڑا منتقم ہے میرا لہو، یہ میرے نسب کی سرشت ہے
اُسے مرگزار کا خوف کیا، جو کفن بدوش سدا رہا
مجھے زندگی سے عزیز تر ہے، یہ جو کھیل تیغ وگُلو کا ہے
ترا جور و ظلم بلا سہی، میرا حوصلہ بھی کمال ہے
یہی نامہ بر ہے بہار کا، جو گلاب میرے کفن پہ ہے